تمتھیس کے نام

پولوس رسول کا پہلا خط

پادری امانت خاں

پاسبانی خطوط کی تفسیر

سلسلہ ۱

تِمُتھیُس کے نام

پولُوس رسول کا پہلا خط

مُفسّر

پادری امانت خاں تھیولاجیکل کالج سہارنپور

۱۹۵۷ء

طبع اوّل تعداد ۵۰۰ قیمت ۱۳ نئے پیسے

پاسبانی خطوط کا دیباچہ

مصنف:

اگرچہ پہلی صدی ہی سے کلیسا ان خطوط کا مصنف پولوس رسول کو مانتی رہی۔ تاہم دوسری صدی میں دو بدعتیوں نے یعنی مارشیون اور ویلنٹس نے یہ دعوے کیا کہ پولوس ان خطوط کا مصنف نہیں ہے۔ اور زمانۂ حاضرہ میں بھی چند ایک اشخاص نے مندرجہ ذیل وجوہات سے یہ خیال پیش کیا ہے۔ کہ ان خطوط کا مصنف پولوس نہیں ہے۔

۱۔ یہ معلوم کرنا مشکل ہے۔ کہ پولوس نے اپنی زندگی کے کس حصہ میں ان خطوط کو لکھا۔ کیونکہ پولوس کے جو سفر ان خطوط میں بیان ہوئے ہیں۔ ان کا ذکر اعمال کی کتاب میں نہیں ہے۔ اور نہ ہی کسی دیگر ذرائع سے ان کے بارے میں معلوم ہو سکتا ہے۔

۲۔ بعض ایسے الفاظ اور محاورات استعمال کئے گئے ہیں جو پولوس کے دوسرے خطوط میں نہیں ملتے۔

۳۔ کلیسیائی تنظیم جس کا ان خطوط میں ذکر ہے۔ وہ پولوس کے زمانہ کے بعد کی معلوم ہوتی ہے۔

۴۔ جن غلط تعلیموں کے خلاف ان خطوط میں تعلیم دی گئی ہے وہ غالباً

تعلیم بعد کے زمانہ کی ہے۔ ان اعتراضات کا جواب یہ ہے۔

۱۔ کہ اعمال کی کتاب اور پولوس کے دیگر خطوط میں پولوس کی زندگی کے مکمل واقعات کا ذکر نہیں۔ یہ عین ممکن ہے کہ پولوس کی زندگی کے ان کئی سالوں کا جن میں پولوس نے ان تین خطوط کو لکھا۔ اعمال کی کتاب میں ذکر نہ ہو۔ لیکن ان خطوط اور پولوس کی دیگر تصنیفات کے الفاظ اور محاورات کے متعلق کئی ایک وجوہات بیان کی جاتی ہیں۔

۱۔ اول تو ان خطوط کے الفاظ اور محاورات تھسلنیکیوں کے خط کے الفاظ اور محاورات سے بہت ملتے ہیں۔

۲۔ ان خطوط کے مضامین پولوس کی دوسری تصانیف سے بالکل مختلف ہیں۔ لہذا الفاظ اور محاورات میں بھی فرق ہونا ضروری ہے۔

۳۔ پولوس کی دیگر تصانیف اور پاسبانی خطوط کے درمیان اُسے کم از کم دو سال کا عرصہ مل گیا جس میں اُس کی یونانی زبان کافی شستہ ہو گئی۔ کیونکہ اس عرصہ میں جب وہ روم میں دو برس رہا۔ اُس کی ملاقات اچھے اچھے عالموں سے ہوئی ہو گی۔

۴۔ اُس نے یہ خطوط ایسے اشخاص کو لکھے جو یونانی تھے۔ لہذا ایک بہترین قسم کی یونانی استعمال کی۔ کلیسیائی تنظیم پولوس کے وقت میں ایسی ہی تھی جیسی کہ ان خطوط میں بیان کی گئی ہے۔ اور جن غلط تعلیمات کو رد کرنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ ایسی غلط تعلیمیں پولوس کے زمانہ میں شروع ہو گئی تھیں۔ پولوس ان خطوط کا مصنف ہے۔

یا نہیں اس کا زیادہ انحصار اس بات پر ہے۔ کہ اعمال کی کتاب میں اُس وقت کا ذکر نہیں جبکہ یہ خطوط لکھے گئے اعمال کی کتاب کا آخری جملہ یہ ہے۔ کہ وہ پورے دو برس اپنے کرایہ کے گھر میں رہا اس سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ دو برس کے بعد کچھ ہوا۔ یا تو وہ مار ڈالا گیا۔ اور یا یہ کہ دو برس کے بعد اُس کو رہا کر دیا گیا۔ اور اُس کے بعد اُس نے کئی برس خدمت کی یاں دونوں امکانات میں سے اگر یہ مانیں۔ کہ وہ دو برس کے بعد قتل کر دیا گیا۔ تو یہ بات بہت عجیب معلوم ہوتی ہے۔ کہ اعمال کی کتاب کے مصنف نے اتنے بڑے واقعہ کو جس کا ذکر چند ایک سطروں میں ہو سکتا تھا کیونکر نظر انداز کر دیا۔ زیادہ قرین قیاس یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ دو برس کے بعد وہ رہا کر دیا گیا۔ اور اُس نے کئی برس دُور دُور تک خدمت کی جس کا بیان کرنے کے لئے اعمال کی کتاب کے مصنف کو اور بہت کچھ لکھنا پڑتا۔ لہٰذا اُس نے محض یہ لکھ کر کہ وہ دو برس اپنے کرایہ کے مکان میں رہا کتاب کو بند کر دیا۔ اور یوسیبس (Eusebius) یہ کہتا ہے۔ کہ دو برس کی قید کے بعد روایت کے مطابق پولوس کو رہا کر دیا گیا اور اُس نے بہت دُور دُور تک خدمت کی اور دوبارہ اسی شہر میں آیا اور نیرو کے زمانہ میں شہید ہوا۔ یہ کوئی دلیل نہیں کہ چونکہ پولوس کی زندگی کے آخری سالوں کی خدمت کا ذکر اعمال کی کتاب میں نہیں لہٰذا وہ خدمت ہوئی ہی نہیں۔ بارہ

رسولوں کی بہت سی خدمات ہیں۔ جو انہوں نے کیں لیکن وہ
ضبط تحریر میں نہیں آئیں۔ فلپی ۲/۲۴ سے ہم کو معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس
کو رہا ہونے کی امید تھی۔ فلیمون ۲۲ میں اس نے مقدونیہ جانے
کے ارادہ کا ذکر کیا۔ ۱ تیمتھیس ۱/۳ میں ذکر ہے۔ کہ وہ افسس
سے مقدونیہ گیا۔ اور اس کا پھر افسس کو واپس جانے کا ارادہ
تھا۔ ۱ تیمتھیس ۴/۱۴، ططس ۱/۵ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ کریتے
میں رہا تھا۔ ططس ۳/۱۲ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کا ارادہ
نیکپلس جانے کا تھا۔ ۲ تیمتھیس ۴/۲۰ میں ذکر ہے۔ کہ وہ
میلیتس میں رہا اور ۲ تیمتھیس ۴/۱۳ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ
تروآس اور کرنتھس کو بھی گیا۔ ان حوالہ جات سے ثابت ہوتا ہے
کہ اس نے بہت سی خدمات انجام دیں جن کا ذکر اعمال کی کتاب میں
نہیں ہے۔

پاسبانی خطوط کا مصنف پولس رسول ہے۔ اس کے متعلق دو
شہادتیں پیش کی جاتی ہیں۔

۱۔ بیرونی شہادت۔

پہلی صدی سے لے کر آج تک کلیسیا عام ان خطوط کو پولس کے خطوط
مانتی رہی ہے۔ مشرقی اور مغربی دونوں کلیسیاؤں نے ان خطوط کو
اپنے قانون (کینن) میں شامل کیا ہے۔ کلیمنٹ نے ۹۵ء میں
(۱) پاسبانی خطوط کے حوالہ جات اپنی تصنیفات میں پیش کئے ہیں۔

انطاکیہ کے اگناطیس (Ignatius) اور سمرنا کے پولیکارپ نے ان خطوط سے حوالہ جات استعمال کئے ہیں۔ آئرینس (Irenaeus) نے جو پولیکارپ کا شاگرد تھا ۱۸۰ء میں بیان کیا کہ پولوس نے تھمتھیس کے خط میں یہ لکھا۔ یوسیبیس (Eusebius) نے لکھا کہ جسٹن شہید نے ان خطوط میں سے حوالہ جات پیش کئے ہیں۔ اور یوسیبیس نے ان خطوط کو مشکوک کتابوں کی فہرست میں نہیں بلکہ مستند کتابوں کی فہرست میں رکھا تھا۔ سکندریہ کے کلیمنٹ اور طرطلیان (Tertullian) نے اپنی اپنی تصنیفات میں ان خطوط میں سے حوالہ جات دیتے ہیں۔ آئرینس، کلیمنٹ اور طرطلیان کی تحریروں سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ ایشیائے کوچک، روم، مصر اور شمالی افریقہ کی کلیساؤں کا یہی ایمان تھا کہ پاسبانی خطوط پولوس رسول کی تصانیف ہیں۔

۲۔ اندرونی شہادت۔

اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ خطوط اس کے نہیں ہیں۔ تو یہ ماننا پڑیگا کہ یہ خطوط دھوکا دینے کے لئے لکھے گئے۔ اور یہ قیاس کرنا بعید از عقل ہے کہ ایسی اعلےٰ اور سنجیدہ تعلیم کے حامل خطوط دھوکا دینے والے مصنف نے لکھے جنکی تصنیف کا مقصد اگرچہ مسیحیوں کی بہتر زندگی ہے لیکن انکا مصنف ایک فریبی اور دھوکا باز تھا۔ خطوط کی تعلیم اس بات کا بیّن ثبوت ہے۔ کہ ان خطوط کا مصنف وہی شخص ہے جس کا نام مصنف کے طور پر ان خطوط میں آیا ہے۔

ان خطوط کے خیالات اور تعلیم ایسی ہے جو پولوس رسول کے دیگر خطوط سے

ملتی جلتی ہے۔

۱۔ ان خطوط کا آغاز اور اختتام پولس کے دیگر خطوط سے ملتا جلتا ہے۔
۱۔تیمتھیس ۱/۵ بمقابلہ رومی ۱۳/۱۰ گلتی ۶/۵

۲۔ پولس کا نقطۂ نظر یہودیوں مخالفوں اور موسےٰ کی شریعت کے بارے میں ملتا جلتا ہے۔ ۱تیمتھیس ۱:۷ بمقابلہ رومی ۲/۱۲:۱۷ ، ۲/۷ ، فلپی ۲/۳ گلتی کلسی ۲/۶:۲۲

۳۔ فضل کی خوشخبری کا بیان ایک دوسرے سے بہت ملتا جلتا ہے۔ ۱تیمتھیس ۱/۱۱:۱۶ ، ۲/۵:۱۰ ، ۶/۱۳:۱۶ بمقابلہ رومی ۱/۵:۱۱ ، ۱۵/۲ کرنتھی ۲/۴:۷ گلتی ۱/۱۴ افسی ۲/۱ کلسی ۱/۲:۷

۴۔ پولس کی تبدیلی کا ذکر ایک جیسا ہے ۱تیمتھیس ۱/۱۱:۱۲ بمقابلہ ۱کرنتھی ۱۵/۸ افسی ۳/۸

۵۔ پولس رسول اپنے آپ کو غیر قوموں کا رسول بیان کرتا ہے ۱تیمتھیس ۲/۷ بمقابلہ رومی ۱۱/۱۳۔

۶۔ تعلیم ایک دوسرے سے ملتی جلتی ہے۔ تمام تصنیفات میں اعلےٰ چال چلن بسر کرنے کی تلقین کی گئی ہے ۱تیمتھیس ۳/۵:۱۱ ، ۶/۶:۱۴ بمقابلہ افسی ۵/۲۲:۲ ، ۵/۱:۳ کلسی ۳/۱:۵ ، ۳/۱۸:۸

۷۔ حوا کی آزمائش ۱تیمتھیس ۲/۱۴:۱۳ بمقابلہ ۲ کرنتھی ۱۱/۳

۸۔ مسیحی غلاموں کو تعلیم ۱تیمتھیس ۶/۱:۲ بمقابلہ افسی ۶/۵:۸

۹۔ مسیح کی آمد ثانی کے بارے میں تعلیم۔ ۱تیمتھیس ۶/۱۴ بمقابلہ ۱کرنتھی ۱۵/۲۳ ، تھسلنیکی ۲/۱۹ ، ۳/۱۳ ، فلپی ۳/۲۰

۱۰۔ بعض اشخاص کے متعلق ذکر ایک دوسرے ملتا جلتا ہے مثلاً تیمتھیس کے بارے میں ۱کرنتھی ۱۶/۱۰ ، فلپی ۲/۱۹:۲۲ بمقابلہ ۱تیمتھیس ۱/۲ ، ۲تیمتھیس ۱/۲:۵ ،

لوقا کے بارے میں بیان کلسی ۴/۱۴ مقابلہ ۲ تیمتھیس ۴/۱۱

۱۱۔ پاسبانی خطوط اور پولوس کی دیگر تصانیف میں ایک ہی جگہوں کا ذکر ہے
مثلاً ملیتے۔ افسس۔ تروآس۔ مقدونیہ۔ کرنتھس وغیرہ

۱۲۔ یہ تسلیم کرنا ممکن نہیں ہے کہ کسی شخص نے دھوکا دینے کے لئے ایسے تعلقات
کو فرضی طور پر لکھا یہ تعلقات تبھی صاف طور پر ثابت کرتے ہیں کہ پولوس ان خطوط
کا مصنف ہے۔

ان بیرونی و اندرونی شہادتوں کے علاوہ جب ہم بہ نظر عمیق پاسبانی خطوط
کا مطالعہ کرتے ہیں۔ تو یہ بات صاف ظاہر ہوتی ہے کہ یہ خطوط کسی عام شخص
کے لکھے ہوئے نہیں ہو سکتے بلکہ یہ خطوط اُسی ملہم شخص کے لکھے ہوئے ہیں۔
جس کا نام ان خطوط میں آیا ہے۔

مکتوب الیہ تیمتھیس

تیمتھیس پندرہ برس کا نوجوان تھا جب وہ تقریباً ۴۵ء میں پولوس کے
وسیلہ سے لسترہ میں مسیحی ہوا۔ اور جب پولوس نے اُس کو پہلا خط لکھا اُس وقت
اُس کی عمر تقریباً ۳۵ برس کی تھی۔ تیمتھیس دربے یا لسترہ کا رہنے والا تھا
اُس نے یہودی مذہب کی تعلیم اپنی نانی لوئیس اور اپنی ماں یونیس سے
پائی تھی۔ اور پولوس اس کا روحانی باپ تھا اور بہت ممکن ہے کہ لسترہ میں
پتھراؤ کے بعد جب پولوس کو ہوش آئی۔ تو اُس نے تیمتھیس کے گھر میں ہی
پناہ لی ہوگی۔ جب پولوس دوسرے تبشیری سفر میں لسترہ گیا تو اُس نے
معلوم کیا کہ اس چھ یا سات سالہ عرصہ میں تیمتھیس اپنے چال چلن اور غیرت کی

وجہ سے بہت مقبول ہو گیا تھا۔ اور چونکہ برنباس یوحنا کے ساتھ جو مرقس کہلاتا ہے۔ پولس سے جدا ہو گیا تھا۔ اسلئے اس نے تیمتھیس کو اپنے ساتھ لے لیا اور اس کا ختنہ کر دیا کیونکہ تیمتھیس کا باپ غیر یہودی تھا۔ اس کا ختنہ اس لئے کروا دیا تاکہ وہ یہودی جماعتوں کے درمیان مقبول ہو سکے (اعمال ۱۵/۱ سے ۱۶/۳ تک) کیونکہ اگر تیمتھیس نامختون رہتا تو یہودی اس کی کبھی نہ سنتے۔ پس اس رکاوٹ کو دور کرنے کیلئے پولس نے اس کا ختنہ کر دیا۔ اگرچہ خود وہ اس رسم کو غیر ضروری سمجھتا تھا۔ اس کے بعد اس پر ہاتھ رکھ کر اسے مخصوص کیا اور وہ پولس اور سیلاس کا اس خدمت میں ساتھی بن گیا۔ تروآس میں انہیں لوقا ملا۔ انہوں نے اس کو ہمراہ لیا۔ اور فلپی کو چلے گئے (اعمال ۱۶/۱۱،۱۲)۔ وہ خطوط جو پولس نے کرنتھس سے تھسلنیکیوں کو لکھے وہ اپنے اور تیمتھیس کے نام ہی سے لکھے۔ اس جگہ بھی تیمتھیس بہت مقبول ہو گیا تھا۔ تقریباً ۵۷ء میں پولس کو کرنتھس بھیجا۔ اور جب پولس نے دوسرا کرنتھیوں کا خط مقدونیہ سے لکھا۔ تو اس وقت تیمتھیس اس کے ساتھ تھا۔ اور جب کرنتھس سے پولس نے رومیوں کے نام کا خط لکھا تو اس وقت بھی تیمتھیس اس کے ساتھ تھا۔ روم میں پہلی قید کے وقت بھی تیمتھیس ساتھ تھا کیونکہ فلپیوں کلسیوں اور فلیمون کے خطوط پولس اور تیمتھیس کے نام میں لکھے گئے ان ہی دنوں میں تیمتھیس فلپی بھی گیا۔ اور پولس کے رہا ہونے سے پہلے واپس آ گیا۔

پولوس کے رہا ہونے کے بعد یہ اُس کے ساتھ افسس میں رہا اور جب رسول مقدونیہ کو گیا تو وہ اُسے خدمت کرنے کے لئے افسس ہی میں چھوڑ گیا۔ تیمتھیس کی موت کے دو برس بعد یوسیبیس یہ بتاتا ہے۔ کہ تیمتھیس افسس کا نگہبان تھا۔ پانچویں صدی کا Memorpect بتاتا ہے کہ تیمتھیس کو افسیوں نے مار ڈالا تھا۔ ان دو خطوط میں پولوس اور تیمتھیس کے نزدیکی تعلقات کا ایسی وضاحت کے ساتھ ذکر آتا ہے۔ ان خطوط میں پولوس کی محبت۔ پولوس کی فکرمندی اور پولوس کا غم اُس کی قوت اور کشادہ دلی ظاہر ہوتی ہے۔ اور اُس کا وہ اعتماد جو وہ تیمتھیس پر رکھتا ہے۔ ظاہر ہوتا ہے۔

پولوس اپنے خطوط میں ہر جگہ تیمتھیس کی بہت تعریف کرتا ہے۔ ا تیمتھیس ۱/۲،۲ تیمتھیس ۱/۲ ا کرنتھی ۱۷/۴، ا تھسلنیکیوں ۶/۳، تیمتھیس نے بھی پولوس اور اپنے خداوند کی خاطر سب کچھ قربان کر دیا تھا۔

سنِ تصنیف

ہم بڑے وثوق کے ساتھ یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ پاسبانی خطوط پولوس نے رومہ کی پہلی قید کے بعد جس کا ذکر اعمال ۳۰/۲۸ میں ہے۔ اور اپنی شہادت سے پہلے کے درمیانی عرصہ میں لکھے کیونکہ یوسیبیس لکھتا ہے کہ پولوس شہنشاہ نیرو کے عہدِ حکومت کے تیرھویں سال میں شہید ہوا۔ جیروم یہ بتاتا ہے کہ وہ چودھویں سال میں شہید ہوا پس پولوس کی شہادت ۶۷ یا ۶۸ء میں ہوئی۔ لہٰذا ان کا سنِ تصنیف ۶۵ سے ۶۸ کے درمیانی

عرصہ میں ہے۔ تیمتھیس کے نام کا پہلا خط مقدونیہ سے لکھا گیا۔ ا۔تیمتھیس ۱/۳

پس منظر

پولوس نے تیمتھیس کو افسس کی کلیسیا میں مقرر کیا۔ اور تیمتھیس کے خط کے ذریعہ سے اُسے ہدایات دیں کہ اُسے کلیسیا میں کس طرح کام کرنا چاہیئے۔ اُن دنوں میں خاص طور پر افسس میں اور کسی حد تک کریتے میں بھی لوگ جھوٹی تعلیم کا شکار ہو گئے تھے۔ یہ جھوٹی تعلیم یہودی نوعیت کی تھی اور اُس کی بہت ساری باتیں ناسٹکی تعلیم سے بھی ملتی جلتی تھیں۔ پاسبانی خطوط سے اس تعلیم کے بارے میں دو باتیں ثابت ہوتی ہیں۔

۱۔ یہ بدعت یہودی نوعیت کی تھی اس بدعت کی تعلیم دینے والے شریعت کے معلم بننا چاہتے تھے ا۔تیمتھیس ۷/۱۔ ان میں بہت سارے مختون تھے۔ ططس ۱۰/۱۔ یہ بدعتی تعلیم یہودیوں کی کہانیوں اور شریعت وغیرہ کے بارے میں تھی ططس ۱۴/۱۔ اس میں شریعت کی بابت جھگڑے اور بحث مباحثہ پائے جاتے تھے

۲۔ اس بدعتی تعلیم میں ناسٹکی نوعیت بھی دکھائی دیتی ہے ططس ۱۴/۱، ۹/۳ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ جھگڑے بیوقوفی کی حجتوں اور نسب ناموں اور کہانیوں کے بارے میں تھے جس میں بحث اور لفظی تکرار کرنے کا مرض تھا ا۔تیمتھیس ۶/۴۔ یہ خدا کے کلام کے برخلاف تارک الدنیا ہونے کی تعلیم تھی۔ ا۔تیمتھیس ۸، ۳/۴۔ پولوس ان کو بیہودہ کجاوس کہتا ہے۔ ا۔تیمتھیس ۲۰/۶۔ پس اس بدعتی تعلیم میں یہودیت اور ناسٹکی دونوں طرح کی تعلیم پائی جاتی تھیں۔ پاسبانی خطوط سے پہلے کلسیوں کے خط میں اس کا اشارہ ملتا ہے۔ اور پاسبانی خطوط کے بعد Ignatius کے خطوط

میں اس کے متعلق واضح بیان ہے۔ پولوس کے ایام میں اس ناستکی بدعت کی نوعیت یہودیت تھی۔ پہلے پہل یہودیت نے مسیحیت کی باہر سے مخالفت کی۔ تب یہودیت کلیسیا میں داخل ہو گئی۔ اور کلیسیا کو یہودی بنانا چاہا کیونکہ انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ موسےٰ کی شریعت کو ماننا ضروری ہے اور آخر میں کلیسیا کے اندر ایک ناستکی قسم کی بدعت بن گئی۔ اور افسس کے بہت سارے مسیحی اس تعلیم کا شکار ہو گئے۔ اس بدعتی تعلیم کی طرح کی باتیں یہودی فلاسفر (Philo) کی کتابوں میں پائی جاتی ہیں۔ اس سے یہ ثابت ہے کہ اس بدعتی تعلیم کی نوعیت یہودیت تھی۔
پولوس چار وجوہات سے اس تعلیم کی مخالفت کرتا ہے۔

۱۔ وہ اس بحث کو کہ دنیا کا شروع اور گناہ کا شروع کیسے ہوا ایک بے ہودہ بکواس بتاتا ہے۔

۲۔ یہ ایسی بحث ہے جو کبھی ختم نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ بحث محض عرفِ امور کے بارے میں تھی۔

۳۔ اس بحث سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔

۴۔ وہ اس تعلیم کو خدا کی تعلیم کے بالکل خلاف بیان کرتا ہے۔ وہ لکھتا ہے۔ کہ سچائی کی پہچان میں ایسی تعلیم رکاوٹ کا باعث ہے اور کہ انہوں نے بیہودہ کہانیوں کو اپنی زندگی میں وہ درجہ دے دیا ہے۔ جو خدا کے کلام کو دینا چاہیئے تھا۔ ناستکی بدعت کے جو بیج ان دنوں میں بوئے گئے کوئی ڈیڑھ سال کے عرصہ کے بعد وہ بہت پھلدار ہو گئے اور بہت سارے لوگ اس بدعت کا شکار ہو گئے۔ رسولی زمانہ کے بعد اس بدعت نے بہت ترقی کی۔ رسول اس بات پر زور دیتا ہے کہ ہمیں چال چلن

اور اعلےٰ زندگی پر زور دینا چاہیئے۔ اور فضول بحث مباحثہ میں نہیں پڑنا چاہیئے کیونکہ مذہب کا بڑا مقصد پاکیزہ زندگی ہے۔ یہی اصل علمِ الٰہی ہے۔ یہ وہ پس منظر تھا جس میں پولوس نے تیمتھیس کے نام خط لکھا۔

زمانۂ حاضرہ کیلئے اس خط کا مختصر پیغام

یہ خط کلیسیا اور پاسبان دونوں کی ذمہ داریوں کو پیش کرتا ہے۔ دونوں ہی خدا کے سامنے جواب دہ ہیں۔ پاسبان کا شخصی چال چلن اعلےٰ اور قابلِ نمونہ ہونا چاہیئے (۱ تیمتھیس ۴/۱۲) دوسرے اس کی تعلیم درست اور صاف ہونی چاہیئے اگر اس کا چال چلن اعلےٰ ہوگا اور اسکی تعلیم درست اور صاف ہوگی۔ تو وہ اپنی اور اپنے سننے والوں کی نجات کا باعث ہوگا (۱ تیمتھیس ۴/۱۶) لہذا پاسبان کی ذمہ داری اعلےٰ چال چلن اور صحیح تعلیم ہے۔

کلیسیا کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ اپنے پاسبان سے اعلےٰ زندگی اور صحیح تعلیم کا مطالبہ کرے۔ پاسبان سے اس طرح کا مطالبہ کرنا انسانی مطالبہ ہے۔ کلیسیا کو یہ محسوس کرنا ضروری ہے۔

۱۔ خادم نہ ہمارے مقرر کردہ ہیں نہ ہمارے مالک ہیں (۱ تیمتھیس ۱/۱)

۲۔ خادم الدین نجات بخش پیغام سنانے کیلئے مقرر کئے گئے ہیں۔ (۱ تیمتھیس ۲/۴، ۷)

۳۔ خادم الدین کا عہدہ قابلِ احترام ہے۔ یا اسے اچھا کام بیان کیا گیا ہے اور یہ بتایا گیا ہے۔ کہ کلام سنانے اور تعلیم دینے والے دو چند عزت کے لائق سمجھے جائیں (۱ تیمتھیس ۳/۱ ؛ ۵/۱۷)

۴۔ مزدور مزدوری کا حقدار ہے۔ پاسبان کی خدمت کا معاوضہ خیرات نہیں۔

بلکہ اُس کا حق ہے۔

تفسیر

پہلا باب

۱ آیت۔ پولوس کی طرف سے جو مسیح یسوع کا رسول ہے۔ پولوس چونکہ تیمتھیس کو کلیسیا کے بارے میں حکم دینا چاہتا ہے۔ اسلئے خط کے شروع ہی میں وہ اپنے اختیار کا ذکر کرتا ہے۔ پولوس نہ صرف بلایا ہوا ہے (رومی ۱/۱) بلکہ یسوع مسیح کے حکم سے رسول مقرر کیا گیا ہے۔ (اعمال ۲/۱۴، ۲۶/۱۶، ۹/۵) سے ظاہر ہے۔ اُسے اس حکم کا شخصی یقین تھا۔ وہ کسی محکمہ کا مقرر کردہ نہیں تھا نہ اُس نے اس خدمت کو پیشہ کے طور پر اختیار کیا ہے بلکہ یہ خدمت اسکا شخصی تجربہ یعنی حکم ہے۔ وہ اس خدمت میں آزاد نہیں تھا۔ چاہے کرے چاہے نہ کرے بلکہ مجبور تھا۔ کیونکہ اس میں وہ بیان کرتا ہے۔ کہ میں یسوع مسیح کے حکم سے مقرر کیا گیا ہوں (۱ کرنتھی ۱/۹) سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اس میں اُس کی اپنی مرضی نہیں بلکہ مختاری اُس کے سپرد ہوئی۔

کس کا حکم۔ ہمارے اُمیدگاہ مسیح یسوع (کلسی ۱/۲۷) مسیح جو جلال کی اُمید ہے۔ تم میں رہتا ہے۔ وہ نجات دہندہ ہونے کیلئے مسح کیا گیا۔ وہ مسیح ہماری اُمیدگاہ ہے۔ حاکم کے حکم سے نافرمانی ممکن ہے لیکن اُمیدگاہ مسیح یسوع کے حکم کی حکم عدولی ممکن نہیں۔ اُمیدگاہ ہونے کیوجہ ہی سے اُسے (رومی ۱۵/۱۲) میں غیر قوموں پر حکومت کرنیوالا بیان کیا گیا ہے۔ اور غیر قومیں اُس سے اُمید رکھیں گی۔

وہ گناہوں سے نجات دیکر دلوں پر حکومت کرتا ہے۔ اس لئے سارے گنہگار انسانوں کی اُمیدگاہ وہی ہے۔ (رومی ۱۵/۱۳) میں خدا کو اُمید کا چشمہ بتایا گیا ہے۔ جس پر ایمان رکھنے سے ایماندار کی زندگی ساری خوشی اور اطمینان سے معمور ہو جاتی ہے۔ اور روح القدس کی قدرت سے یہ اُمید زیادہ سے زیادہ ہوتی چلی جاتی ہے۔

اُمید دو طرح سے باطل ہو سکتی ہے۔ ایک تو جس پر اُمید کی جائے وہ قادر نہ ہو جیسے کوئی غریب آدمی اپنی حاجتوں کو رفع کرنے کیلئے ایسے آدمی پر اُمید رکھے جو اُسکی حاجتوں کو رفع کرنے پر قادر نہ ہو۔ اور خود ہی غریب ہو ایسے آدمی پر اُمید ایک باطل اُمید ہو گی۔

۲۔ دوسرے اُمید اسطرح بھی باطل ہو سکتی ہے کہ جس پر اُمید رکھی جائے وہ قادر تو ہو لیکن اُس میں محبت نہ ہو۔ جیسے ایک غریب آدمی ایک امیر آدمی پر اُمید لگائے اور امیر میں یہ استعداد ہو کہ وہ غریب کی غربت کو دور کر سکے لیکن عدم محبت کیوجہ سے وہ اُسکی غربت کو دور نہ کرے۔ لہذا غریب آدمی کی اُمید باطل ہو جائیگی۔ لہذا اُمید تب ہی بر آ سکتی ہے جبکہ جس پر اُمید لگائی جائے وہ قادر بھی ہو اور پُر محبت بھی ہو۔ مسیح قادر بھی ہے وہ ہماری ساری ضرورتوں کو پورا کر سکتا ہے۔ وہ پُر محبت بھی ہے وہ ہماری ضرورتوں کو پورا کرنا بھی چاہتا ہے لیکن استفادہ کیلئے ایمان ضروری ہے۔ اسلئے جو بھی اُس سے اُمید رکھتے ہیں۔ اُنکی زندگیاں پاکیزہ ہونی چاہئیں کیونکہ جو کوئی اُس سے یہ اُمید رکھتا ہے وہ اپنے آپ کو ویسا ہی پاک کرتا ہے جیسا وہ پاک ہے۔ (۱-یوحنا ۳/۳) مسیح یسوع صرف نجات یافتہ لوگوں کی اُمیدگاہ ہے لیکن جو گناہ میں بدستور گرفتار

ہیں اُنکی وہ اُمید گاہ نہیں بلکہ اُنکے لئے عدالت کرنیوالا ہے اور اُن پر گناہ کا فتویٰ لگانیوالا ہے۔
"اگر میں نہ آتا اور اُن سے کلام نہ کرتا تو وہ گنہگار نہ ٹھہرتے مگر اب اُنکے پاس اُنکے گناہ کا کوئی عذر باقی نہیں" "عدالت کا سارا کام اس نے بیٹے کے سپرد کر دیا ہے"

بہت ساری اُمیدیں مسیح یسوع کے وسیلہ سے اِسی دُنیا میں بر آتی ہیں لیکن بہت ساری اُمیدیں آئندہ زندگی میں پوری ہونگی (۱ کرنتھی ۱۵/۱۹) اگر ہم اسی زندگی میں مسیح سے اُمید رکھتے ہیں تو سب آدمیوں سے زیادہ بدنصیب ہیں سلن ہی بر آنیوالی اُمیدیں کو نجات کی اُمید کہا گیا ہے (تھسلنیکی ۵/۸) ایک نجات ہم حاصل کر چکے ہیں لیکن کامل نجات کیلئے بدن کی مخلصی کی راہ دیکھتے ہیں (رومی ۸/۲۳) یہ غرض نہیں کہ میں پا چکا یا کامل ہو چکا۔ بلکہ دوڑا ہوا جاتا ہوں (فلپی ۳/۱۲)

منجی خدا۔ خدا کا ثبوتی علم محض خداوند یسوع مسیح کے وسیلہ سے ہمیں حاصل ہوتا ہے۔ کیونکہ خدا کو کسی نے کبھی نہیں دیکھا اکلوتا بیٹا جو باپ کی گود میں ہے اُسی نے ظاہر کیا۔ خدا کا مجسم یسوع مسیح میں ہوا اور وہ مجسم منجی کا مجسم ہے۔ عدل کرنیوالے خدا کا مجسم نہیں بلکہ منجی خدا کا مجسم ہے اِس لئے اس منجی خدا پر ہماری اُمید لگی ہوئی ہے۔ (۱ تیمتھیس ۴/۱۰) میں زندہ خدا کو ایمانداروں کا منجی کہا گیا ہے۔

۲ آیت۔ سچا فرزند۔ چونکہ تیمتھیس پولوس رسول کے وسیلہ سے مسیحی بنا۔ اِس لئے وہ اُس کی روحانی پیدائش کا وسیلہ ہے۔ (۱ کرنتھی ۴/۱۵) میں پولوس اُستاد اور باپ میں امتیاز بیان کرتا ہے پولوس اُستاد نہیں بلکہ باپ ہے۔ تیمتھیس اُس کا شاگرد نہیں بلکہ فرزند ہے۔ پولوس نے تعلیم کے ذریعہ سے اُسے شاگرد نہیں بنایا۔ بلکہ اُسے جنم دیا ہے۔

جیسا کہ گلتیوں ۴/۱۹ - تمہاری طرف سے جننے کے درد لگے ہیں جب تک مسیح تم میں صورت نہ پکڑے - پولوس نے تمیتھیس کو جنم دیا - اسی لئے وہ اُسے سچا فرزند کہتا ہے - ایماندار زندگیاں بنائی نہیں جاتیں بلکہ جنی جاتی ہیں - ہر زمانہ میں ایماندار زندگیاں دُکھوں کے وسیلہ سے دوسری ایماندار زندگیوں کو جنتی ہیں -

۳ سے ۷ آیت - برکت کی دعا - فضل رحم ..... اطمینان .....
حاصل ہوتا رہے - ایسی زبردست اور مشکل خدمت کو انجام دینے کے لئے تمیتھیس کو فضل رحم اور اطمینان کی ضرورت ہے -

غلط یہودی تعلیم سے خبردار کرتا ہے -

۳ آیت - حکم کر دے - پولوس مسیح کے حکم سے مقرر کیا گیا - اسی لئے وہ اُسی اختیار سے تمیتھیس کو حکم دینے کا اختیار دیتا ہے - بدعتی تعلیم دینے والوں کو حکم کر دے کہ غلط تعلیم نہ دیں - صرف وہی دے سکتا ہے - جسے حکم دینے کا اختیار دیا گیا ہو - بغیر اختیار کے حکم دینا جرم کے مترادف ہوگا - جس طرح گورنمنٹ کے مقرر کردہ حاکم حکم جاری کرنے کا اختیار رکھتے ہیں - لیکن اگر کوئی بغیر اختیار کے احکام جاری کرنا شروع کر دے - تو وہ حکومت کا مجرم ٹھہرے گا - جو خداوند یسوع مسیح کے حکم سے خادم مقرر کئے گئے ہیں - اور انہیں یہ شخصی یقین حاصل ہے - انہیں اختیار ہے کہ وہ دوسروں کو حکم دے سکیں - لیکن اگر انہیں یہ اختیار حاصل نہیں اور وہ حکم دیتے ہیں - تو یہ جرم ہے

مترادف ہے۔ جو حکم یسوع مسیح کے حکم سے دیا جاتا ہے۔ وہ با اثر ہوتا ہے۔ لیکن جو حکم بغیر اُس کے اختیار کے دیا جاتا ہے۔ وہ باعثِ نقصان ہوتا ہے۔

۴ آیت۔ غلط تعلیم دینے سے منع کرنے کا حکم دیتا ہے۔ کیونکہ ان بحثوں سے نجات نہیں ہو سکتی۔ انتظامِ الٰہی فرق ہے۔ نجات علم سے نہیں۔ بلکہ ایمان سے ہے۔ انسانی انتظام اعمال پر زور دیتا ہے۔ لیکن الٰہی انتظام میں نجات بخشش پر منحصر ہے۔ (جس کا استفادہ مشروط بہ الایمان ہے۔) نجات خدا کی بخشش ہے۔ لیکن اُس سے فائدہ حاصل کرنے کے لئے ایمان وسیلہ ہے۔

۵ آیت۔ حکم کا مقصد۔ اس آیت میں پولوس صحیح تعلیم کا مقصد بیان کرتا ہے۔ صحیح تعلیم کا مقصد پاک دل۔ نیک نیت اور بے ریا ایمان سے محبت کا پیدا ہونا ہے۔

پاک دل۔ طبعی طور پر دل پاک نہیں ہے۔ لکھا ہے۔ دل سب چیزوں سے زیادہ حیلہ باز ہے۔ دل پاک بنایا جاتا ہے۔ (اعمال ۱۵:۹) اور پاک دل سے مقبول دعا ہوتی ہے۔ (۲ تیمتھیس ۲/۲۲) ۔ نیک نیت۔ ۱۸، ۱۹ آیت (عبرانیوں ۳/۹) نہ صرف نیک کام کرنے کی کوشش کرے بلکہ نیت بھی نیک ہونی چاہیئے۔ تب ہی مقبول نیکیاں ہونگی۔ کیونکہ خدا کاموں پر نہیں بلکہ نیت پر نظر کرتا ہے۔ اگر بُری نیت سے کوئی نیک کام کیا جائے۔ تو وہ خدا کی نظر میں مقبول نہیں ہو سکتا اُس سے ہم لوگوں کو

تو دھوکا دے سکتے ہیں۔ جیسے کہ ریاکار لوگ کرتے ہیں۔ اُن کی بابت لکھا ہے۔ کہ وہ اپنا اجر پا چکے۔

۷ آیت۔ اُن کو چھوڑ کر۔ چاہیئے تو یہ تھا۔ کہ پاک دلی۔ نیک نیتی اور بے ریا ایمان سے محبت پیدا ہوتی۔۔۔۔ لیکن اُنہوں نے اعلےٰ اخلاقی زندگی کی پروا نہ کی۔ اور اُس کے برخلاف بیہودہ بکواس میں پھنس گئے یہی بات اُن کے جھوٹے ہونے کی دلیل ہے۔ جو چیزیں باہر سے اندر جاتی ہیں وہ آدمی کو ناپاک نہیں کرتیں بلکہ جو دل سے باہر جاتی ہیں۔ وہ ناپاک کرتی ہیں۔ کیونکہ جو کچھ دل میں بھرا ہے وہی باہر آتا ہے۔

تو اپنی باتوں کے سبب سے راستباز ٹھہرایا جائیگا۔ یہ لوگ جو اپنے آپ کو مسیحی کہتے تھے۔ لیکن پاکیزہ زندگی کو چھوڑ کر بیہودہ بکواس میں پھنس گئے تھے۔ یہ شیطان کی طرف سے موجودہ کلیسیا میں بھی بڑی آزمائش ہے۔ کہ مسیحی لوگ اور مسیحی نوجوان ذہنی تسلی کے لئے بہت سارا وقت بحث مباحثہ میں صرف کریں۔ لیکن مسیحی زندگی کے اصل مقصد سے ان بحثوں کی وجہ سے اور بھی زیادہ دور ہوتے جائیں۔ مسیحی زندگی ذہنی زندگی نہیں ہے۔ بلکہ عملی اور روحانی زندگی ہے۔ تم اُن کے پھلوں سے اُن کو پہچان لوگے۔

۷ آیت۔ معلم بننا چاہتے ہیں۔۔۔۔ لیکن سمجھتے ہی نہیں۔ دعوے اُستاد ہونے کا کرتے ہیں۔ لیکن اُن کی باتوں سے اور زندگی سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ وہ نہ کچھ سمجھتے ہیں نہ کچھ جانتے ہیں۔ ا تیمتھیس ۶/۴ وہ مغرور ہے۔

اور کچھ نہیں جانتا۔

خدا کے کلام کو سمجھنے اور سمجھانے کے لئے بہت باتیں کرنا۔ یا بہت عالم ہونا۔ یا اُستاد بننا شرط نہیں۔ بلکہ تجربہ اس کی شرط ہے۔ کیونکہ بہت ساری چیزیں ایسی ہیں جو علم سے نہیں بلکہ تجربہ ہی سے معلوم ہوتی ہیں۔ جیسے شہد کا مزا۔ اس کو بہتر طور پر صاحب علم نہیں۔ صاحب تجربہ ہی بتلا سکتا ہے اور محسوس کر سکتا ہے۔ (یوحنا ۷/۱۷) میں اس کے کلام کے سمجھنے کی شرط اس کی مرضی پر عمل کرنا بتائی گئی ہے۔ اگر کوئی اس کی مرضی پر چلنا چاہے تو وہ اس تعلیم کی بابت جان جائیگا۔ (رومی ۱۲/۲) میں یہ بتایا گیا ہے۔ تجربہ سے معلوم کرتے رہو کہ خداوند کو کیا پسند ہے۔ لہذا خدا کے کلام کو تجربہ سے ہی سمجھا اور سمجھایا جا سکتا ہے۔ یہودی علماء علم کی بنا پر پرانے عہدنامہ کو پورے طور پر نہ سمجھ سکے۔ لیکن جب رسولوں کی زندگیوں میں انقلاب آیا۔ اور انہیں زندہ خدا کا تجربہ ہوا۔ تو وہ پردہ جو پرانے عہدنامہ پر پڑا ہوا تھا مسیح میں اٹھ گیا۔ اور انہوں نے پرانے عہدنامہ کی گہری باتوں کو سمجھ لیا۔

۸۔ آیت۔ (شریعت اچھی ہے۔) رومی ۱۲/۷ (شریعت پاک ہے۔) بشرطیکہ طبیعت شریعت کے احکام کے مطابق ہو۔ جب طبیعت کسی حکم کے مطابق ہوتی ہے۔ تو وہ حکم اس کے لئے حکم نہیں رہتا۔ جیسے آدمی کے لیے خوراک کھانا ضروری ہے۔ تندرست آدمی کے لئے یہ حکم حکم نہیں رہتا کیونکہ خوراک کھانا اس کی طبیعت کے مطابق ہے۔ بلکہ اگر

اُسے نہ کھانے کا حکم بھی دیا جائے۔ تو بھی وہ کھانا کھائیگا۔ کیونکہ یہ اُس کی طبیعت کی مجبوری اور طبیعت کا میلان ہے۔ لیکن بیمار آدمی کے لئے جسے بھوک نہیں لگتی۔ کھانا کھانا ایک حکم ہوگا۔ اِسی طرح جہاں طبیعت نیک بنادی گئی ہے۔ وہاں اگر نیکی نہ کرنے کا بھی حکم دیا جائے تو بھی آدمی نیکی کریگا۔ لیکن جہاں طبیعت میں تبدیلی نہیں وہاں نیکی ایک مجبوری امر ہوگا۔ پس حکم یا شریعت بری نہیں لیکن طبیعت کی ناموافقت کی وجہ سے یہ باعثِ دُکھ بن جاتی ہے۔ رسول یہاں یہ بتاتا ہے کہ شریعت اچھی ہے۔ لیکن بگڑی ہوئی طبیعت کے لئے شریعت محض حکم اور ضابطے ہیں۔

۹ سے ۱۰ آیت۔ شریعت اگرچہ اچھی ہے۔ تاہم گناہ سے نہیں بچا سکتی بلکہ گناہ کو ظاہر کرتی ہے۔ جیسے قانون قانون شکنی سے بچاتا نہیں بلکہ قانون شکنی کو ثابت کر دیتا ہے۔ اور مجرم ٹھہراتا ہے۔ شریعت سے گناہ کی پہچان ہوتی ہے۔ رومی ۳/۲۰۔ لہٰذا شریعت مسیح تک لانے کے لئے استاد کا کام کرتی ہے۔ گلتی ۳/۲۴۔ کیونکہ شریعت سے کوئی آدمی خدا کے حضور راستباز نہیں ٹھہرتا۔ شریعت نے سب کو گنہگار ثابت کر دیا۔ شریعت ضرورتِ نجات دہندہ کو ثابت کرتی ہے۔ شریعت ایکس رے ہے۔ جو بیماری یا بگاڑ کو ظاہر کر دیتی ہے۔ خداوند یسوع مسیح بگاڑ یا بیماری کا علاج ہے۔

۱۱ آیت۔ یہی خوشخبری ہے جسے پولوس خدائے مبارک کے جلال کی خوشخبری کہتا ہے۔ یہی خوشخبری ہے۔ جو پولوس کے سپرد کی گئی اور جس خوشخبری کا پولوس خادم بنا۔

یہی خوشخبری یہاں کام کرتی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔

۴۔آیت۔ خدا نہ تو ایک دہمی شے ہے۔ اور نہ ہی ایک خوفناک ہستی ہے پولوس کہتا ہے خدا طاقت بخشنے والا ہے۔ وہ یہ لکھتا ہے۔ میں اپنے طاقت بخشنے والے فلپی ۴/۱۳ میں وہ یہ کہتا ہے۔ جو مجھے طاقت بخشتا ہے۔ اُس میں سب کچھ کرسکتا ہوں۔ ہمارا خدا طاقت بخشنے والا خدا ہے۔ جو ہماری ساری کمزوریوں کو زور میں بدل دیتا ہے۔ اور فی الحقیقت جس کا ہمیشہ شکر کرنا ہمارے لئے ضروری ہے۔

خدمت کے لئے مقرر۔ جو طاقت بخشنے والا ہے۔ وہی خادم مقرر کرتا ہے۔ ہر مسیحی زندگی کو طاقت بخشتا ہے۔ اور اُسے خدمت کے لئے مقرر کرتا ہے۔ وہ خدمت نہ تو اپنی ذاتی اغراض کی ہے۔ نہ پیٹ کی خدمت ہے۔ جانوروں اور انسانوں میں یہی مابہ الامتیاز ہے۔ جانور اس دُنیا میں تلاشِ خوراک میں سرگرداں رہتے ہیں۔ وہ انسان جس کی زندگی کا سب سے بڑا مقصد صرف پیٹ کی پرورش ہے۔ اُسے یہوداہ ۱۰/ا میں بے عقل جانوروں سے تشبیہ دی گئی ہے۔ انسان اس بات میں ممتاز ہے۔ کہ اُس کی زندگی کا اعلےٰ مقصد حصولِ خوراک نہیں یہی بات مسیحی زندگی کو عام انسانی زندگی سے بہت ممتاز کردیتی ہے۔ اگر ہم مسیحی ہیں۔ تو ہم کس کے خادم ہیں؟ پولوس اپنے طاقت بخشنے والے کی خدمت کے لئے مقرر ہوا۔ پولوس کے سامنے یہ مقصد بالکل صاف تھا۔ اس کا سب سے بڑا مقصد اپنے طاقت بخشنے والے خدمت کرنا تھا۔

۱۳ آیت - ہر مسیحی زندگی خدمت کرنے والی زندگی ہے مسیحی کس طرح بنتا ہے۔ کوئی شخص محض مسیحی گھرانے میں پیدا ہونے سے مسیحی نہیں بن جاتا۔ سب سے پہلے وہ اپنی گنہگار حالت سے واقف ہو جاتا ہے۔ جیسے پولوس اپنی حالت سے واقف ہوا۔ وہ کہتا ہے۔ مَیں پہلے کفر بکنے والا اور ستانے والا اور بے عزت کرنے والا تھا۔ مَیں نے یہ کام بے ایمانی کی حالت میں نادانی سے کیے۔ تب وہ اپنی خوفناک حالت کا خدا کے سامنے اقرار کرتا ہے۔ تب خدا کا فضل اس کی زندگی میں کام کرتا ہے۔ جہاں گناہ زیادہ ہوا وہاں فضل اس سے بھی زیادہ ہوا۔ مجھ پر رحم ہوا۔ جب تک ہم اپنی گنہگار حالت کا اقرار نہ کریں ہم پر رحم نہیں ہو سکتا۔ یہی مسیحی زندگی کا شروع ہے۔ یہی مسیحی زندگی کا شخصی تجربہ ہے۔ بیہودہ بکواسوں۔ شریعت کے جھگڑوں سے کچھ نہیں بنتا۔ ہمارا طاقت بخشنے والا خدا ہر اقرار کرنے والی زندگی پر رحم کرتا ہے۔ اور اس میں انقلاب پیدا کرتا ہے۔ جس قدر ہماری زندگی میں اپنے گنہگار ہونے کا زیادہ احساس ہوگا۔ اسی قدر خدا کے فضل کا بھی زیادہ احساس ہوگا۔

۱۴ آیت - ۱۱ آیت کی خوشخبری یہاں کام کرتی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔ بگڑی ہوئی زندگی اس کاریگر کے حوالے کر دی جاتی ہے۔ جو اسے نیا بنا سکتا ہے۔ وہ خالق ہے۔ وہ ہمیں نئے طور پر خلق کرتا ہے۔ رسولوں نے اپنی زندگیاں اس کے سپرد کیں۔ اس نے ان کی زندگیوں کو نیا بنا دیا۔ وہ پطرس کی طرح سونا چاندی تو نہیں دیتا۔ بلکہ غربت

کے سبب کو بھی دور کر دیتا ہے۔ وہ نیا بنا دیتا ہے۔ ططس ۳/۵ نیا بنانے کے وسیلے سے۔

۱۵ آیت۔ یہ خوشخبری جس نے پولوس کی زندگی میں انقلاب پیدا کیا۔ گنہگار کے لئے نجات کی خوشخبری ہے۔ پولوس اس خوشخبری کا شخصی گواہ ہے۔ وہ آدمی سچا مسیحی نہیں ہو سکتا۔ جو اپنی گنہگار حالت کو محسوس نہیں کرتا۔ اگر ہم کہیں کہ ہم نے گناہ نہیں کیا تو اُسے جھوٹا ٹھہراتے ہیں۔ اور اُس کا کلام ہم میں نہیں ہے۔ اور وہ آدمی بھی سچا مسیحی نہیں ہو سکتا۔ جسے اپنی گنہگار حالت کا تو احساس ہے۔ لیکن مخلصی کا کوئی تجربہ نہیں۔ گناہ ایک حقیقت ہے۔ گناہ سے مخلصی بھی ایک حقیقت ہونی چاہئے۔ جیسے بیماری ایک حقیقت ہے۔ بیماری کا علاج بھی ایک حقیقت ہونا چاہیئے۔ خوشخبری کے گواہ وہی ہو سکتے ہیں جو پولوس کی مانند اپنی گنہگار حالت کا اقرار کریں۔ اور جنہیں خداوند یسوع مسیح کے فضل کا تجربہ ہو۔ جس نے اپنی گنہگار حالت کو محسوس کیا ہے۔ اور جسے مخلصی کا زندہ تجربہ ہوا ہو۔ جیسے حکیم کا گواہ نہ تو وہ ہو سکتا ہے جو کبھی بیمار ہی نہ ہوا ہو۔ اور نہ وہ ہو سکتا ہے جس نے بیماری سے شفا ہی نہ پائی ہو۔ حکیم کا سچا گواہ وہی ہوگا۔ جو بیماری سے مخلصی پا چکا ہو۔ انجیل میں ہر مسیحی کو گواہ کہا گیا ہے۔ اگر ہمیں گناہ سے مخلصی کا تجربہ نہیں ہوا۔ تو ہم جھوٹے گواہ ہیں۔ برائے نام مسیحی یسوع مسیح کے جھوٹے گواہ ہیں۔

مسیح کا دُنیا میں آنے کا سب سے بڑا مقصد یہ بیان کیا گیا ہے۔ گنہگاروں کو نجات دینے کے لئے دُنیا میں آیا۔ جن میں سب سے بڑا مَیں ہُوں۔ یہ وہ پولوس ہے۔ جو فلپی ۳/۶ میں کہتا ہے۔ شریعت کی راستبازی کے اعتبار سے بے عیب تھا۔ جب خدا کا بیٹا اُس پر ظاہر ہُوا۔ تب اُس نے اپنا مقابلہ خدا کے بیٹے کی پاکیزگی سے کیا۔ تب اُس نے اپنے آپ کو پہچانا۔ فلپی ۳/۹، تب اُس نے اُس راستبازی کو حاصل کیا۔ جو مسیح پر ایمان لانے کے سبب سے خدا کی طرف سے ملتی ہے۔

۱۶ آیت۔ سب سے بڑے گنہگار میں خدا کے عدل یا غضب کا اظہار نہیں ہوتا۔ بلکہ خدا کے بے حد رحم کا اظہار ہوتا ہے۔ پولوس کی زندگی خدا کے بے حد تحمل کا اظہار ہے۔ رومی ۵/۲۰۔ جہاں گناہ زیادہ ہُوا وہاں فضل اس سے بھی زیادہ ہُوا۔

سب سے بڑے گنہگار میں یسوع مسیح کا کمال تحمل ظاہر ہوتا ہے۔ سب سے بڑا گنہگار دُنیا کے مقدسوں کے لئے نمونہ بنا دیا جاتا ہے۔ اس سے بڑا معجزہ اور کیا ہو سکتا ہے۔ پطرس نے خداوند یسوع مسیح سے یہ سوال کیا تھا کہ نجات کون پا سکتا ہے۔ اُس نے کہا یہ انسان سے تو نہیں ہو سکتا مگر خدا سے سب کچھ ہو سکتا ہے۔ گنہگار انسان کو مقدس بنا دینا مسیحیت کا ایک لاثانی معجزہ ہے۔

۱۳ آیت اور ۱۶ آیت کے درمیان ۱۴ اور ۱۵ آیات ہیں۔ گنہگار ساؤل اور مقدس پولوس کے درمیان نجات دہندہ کھڑا ہے۔ جو ساؤل سے ایسا پولوس بنا دیتا ہے۔ جو اُن تمام لوگوں کے لئے جو یسوع مسیح پر ایمان لائینگے۔ ایک نمونہ بن جاتا ہے۔

جو نجات دینے کے لئے مسح کیا گیا ہے۔ یعنی یسوع مسیح کا ہر وقت شکر کرتے رہنا ہم پر فرض ہے۔

۱۷ آیت۔ ایسا نجات دینے والا خدا حقیقت میں قابل تمجید ہے۔ ایسے خدا کا تصور سوائے انجیل کے اور کہیں نہیں پایا جاتا۔

۱۸ آیت۔ حکم تیرے سپرد۔ جو اختیار پولوس کو یسوع مسیح سے ملا۔ یسوع مسیح کے حکم سے۔ وہی اختیار پولوس تیمتھیس کو دے دیتا ہے۔ حقیقی خادم خدا کی طرف سے مختار ہوتے ہیں۔

اچھی لڑائی لڑتا رہے۔ ایماندار کی زندگی کو لڑائی سے تشبیہ دی گئی ہے۔ لڑائی کا لفظ دو صورتوں میں کلام میں آیا ہے۔ ایک بُرے معنوں میں دوسرے اچھے معنوں میں عام استعمال میں بھی لڑائی کا لفظ دو ہی صورتوں میں استعمال ہوتا ہے۔ اگر تو انسانیت کے خلاف لڑائی ہے۔ تو کلام میں اسے گناہ کہا گیا۔ دنیا کے امن پسند ممالک ایسی لڑائی کو بند رکھنے کی کوشش میں لگے ہوتے ہیں لیکن ایک اور لڑائی ہے۔ جسے اچھی لڑائی کہا گیا یہ وہ لڑائی ہے جو انسانیت کے دشمنوں کے خلاف

لڑی جاتی ہے۔ عالم اجسام میں مہلک جراثیم کو ہلاک کرنے کے لئے کئی نئی نئی دوائیاں ایجاد کی جاتی ہیں۔ یہ ایک اچھی لڑائی ہے۔ روحانی عالم میں شیطان جو انسانیت کا دشمن ہے۔ اُس کے خلاف لڑائی لڑی جاتی ہے۔ اسے اچھی لڑائی کہا گیا ہے۔

یہ خون اور گوشت سے لڑائی نہیں بلکہ شرارت کی روحانی فوجوں سے لڑائی ہے (افسی ۶/۱۲) ایسی لڑائی لڑنے کیلئے پولوس تمیتھیس کو حکم دیتا ہے اور اختیار دیتا ہے ہر مسیحی کی زندگی ایک اچھی لڑائی لڑنے والی زندگی ہے جس کا مقابلہ شیطان کی روحانی فوجوں سے ہے۔ اس اچھی لڑائی لڑنے کے لئے دو باتیں ضروری ہیں۔ ایمان اور نیک نیت پر قائم رہنا۔ تب ہی مسیحی زندگی اس جنگ میں کامیاب ہو سکتی ہے۔

۱۹ آیت۔ کیونکہ ایمان پر قائم نہ رہنے سے زندگیاں ڈوب جاتی ہیں۔ پولوس یہاں ایک مثال استعمال کرتا ہے۔ اس کے ذہن میں دُنیا ایک سمندر کی مانند ہے۔ جس میں زبردست طوفان ہے۔ جس میں انسانی زندگیاں ڈوب رہی ہیں۔ ایمان ایک جہاز ہے۔ جو انسانی زندگی ایمان لے آتی ہے۔ وہ اس جہاز میں محفوظ ہو جاتی ہے۔ (یوحنا ۵/۴) بے ایمان زندگیاں اس طوفان میں ڈوب رہی ہیں۔

۲۰ آیت۔ جہاں دو زندگیوں کا ذکر ہے۔ جو اس سمندر کے درمیان ڈوب رہی ہیں۔ پولوس نے یہ حکم دیا۔ کہ انہیں کلیسیا سے خارج کر دیا جائے۔ تاکہ وہ یہ معلوم کر سکیں۔ کہ ان کی زندگیاں

واقعی سمندر میں ڈوب رہی ہیں ۔ اور محسوس کر کے ایمان لائیں
اور بچ جائیں ۔ ان میں سے ایک ہمنیس ہے ۔ جس نے نجات
بخش ایمان کو چھوڑ دیا ۔ ۲ تیمتھیس ۱۷/۲

دوسرا باب

پہلے باب میں لوگوں کے نجات یافتہ ہونے کا ذکر کرتا ہے۔
تب دعا کرنے کا حکم دیتا ہے ۔ صرف نجات یافتہ لوگوں کو
دعا مانگنے کا حق ہے ۔ کیونکہ لکھا ہے ۔ **اگر میں گناہ کو اپنے
دل میں رکھتا تو خداوند میری نہ سنتا۔**
آیت ۔ بعض اوقات مسیحی اس نصیحت کو بھول جاتے ہیں۔
بعض بالکل دعا نہیں کرتے ۔ بعض کی دعائیں وقتی دعائیں
ہوتی ہیں ۔ جب کوئی ایسی مشکل پیدا ہوئی جس کا حل دنیاوی وسائل
سے ہونا ممکن نہ ہوا تب وہ اپنی نظر کو خدا کی طرف اٹھاتے
ہیں ۔ یہ خود غرضی کی دعائیں ہیں ۔ دعا تو کرتے ہیں لیکن محض
اپنی ذاتی اغراض کے لئے دعا کرتے ہیں ۔ حقیقی مسیحی زندگی
خود انکاری کی زندگی ہے ۔ مسیحی زندگی زیادہ سفارشی دعائیں
کرنے والی زندگی ہے ۔ عام مسیحی سفارشی دعا نہیں کرتے ۔
دعائیں دقت صرف نہیں کرتے ۔ جس ماحول میں وہ سارا دن
رہتے ہیں ۔ اسی ماحول میں وہ بری گھاس میں رینگنے والے

کیڑوں کی طرح دنیا کے رنگ میں رنگے جاتے ہیں۔ حقیقی مسیحی زندگیاں سفارشی دعاؤں میں وقت صرف کرنے والی زندگیاں ہیں۔ اس لئے وہ اُسی کی صورت میں درجہ بدرجہ بدلتی جاتی ہیں۔ سب آدمیوں کے لئے سفارشی دعائیں کرنا ضروری ہے۔ ہم اپنی اپنی زندگی کو اس روشنی میں جانچیں
سب آدمیوں کے لئے شکرگزاریاں کرنی بھی ضروری ہیں۔ شکرگزاری مسیحی زندگی کا ایک جزو لاینفک ہے۔ (افسی ۵/۲۰) سب باتوں میں ہمارے خداوند یسوع مسیح کے نام سے ہمیشہ خدا باپ کا شکر کرتے رہو۔ دو لفظ خاص طور پر اس آیت میں قابل غور ہیں۔ سب باتوں میں۔ شکر کرنا ضروری ہے۔ ہمیشہ خدا کا شکر کرنا ضروری ہے (۱ تھسلنیکی ۵/۱۸) ہر ایک بات میں شکرگزاری کرو کیونکہ مسیح یسوع میں تمہاری بابت خدا کی یہی مرضی ہے۔ ہر بات جو ایماندار کی زندگی میں آتی ہے۔ اُسے **مسیح** ترتیب دیتا ہے۔ اور وہ یسوع مسیح کی عین مرضی کے مطابق ہوتی ہے۔ لہذا ہر بات میں شکرگزاری کرنا ضروری ہے۔ (کلسی ۳/۱۵) مسیح کا اطمینان جس کے لئے تم ایک بدن ہو کر بلائے بھی گئے ہو تمہارے دلوں پر حکومت کرے۔ اور تم خوب شکرگزار رہو۔ نہ صرف شکرگزاری کرنا بلکہ خوب ہی شکرگزاری کرنا ضروری ہے۔

۲ آیت ۔ بالخصوص حکام وقت کے لئے دُعا کرنا ضروری ہے۔
اُس کی دو وجوہات بیان کی گئی ہیں۔
ا۔ ہم امن و امان کے ساتھ زندگی بسر کر سکیں۔
۳ آیت ۔ ۲۔ ہمارے منجی خدا کے نزدیک یہ عمدہ اور پسندیدہ ہے اس
دعا کا نتیجہ ہماری سلامتی اور خدا کی خوشی ہے۔
۴ آیت ۔ دعا کرنے کا اعلےٰ مقصد یہ بیان کیا گیا ہے۔ سب
آدمی نجات پائیں نہ صرف منادی وسیلہ نجات ہے۔ بلکہ دعا کو
بھی وسیلہ نجات بیان کیا گیا ہے رومی ۱/۱۰ میرے دل کی آرزو
اور اُن کے لئے خدا سے میری دعا ہے کہ وہ نجات پائیں۔
۲ پطرس ۳/۹) خدا کسی کی ہلاکت نہیں چاہتا بلکہ یہ چاہتا ہے کہ ہر
ایک کی توبہ تک نوبت پہنچے ہمارا خدا غضب کرنے والا خدا نہیں
بلکہ پرمحبت ہے۔ محبت اور غضب ایک ہی شخصیت میں نہیں
جو سکتے۔ غضب خدا کی ذاتی صفت نہیں ۔ بلکہ اضافی صفت ہے
کیونکہ خدا محبت ہے۔ جس شخص کی طبیعت خدا کی طبیعت کے
مطابق بن جاتی ہے۔ وہ خدا کی محبت سے استفادہ کرتا ہے
لیکن جس کی طبیعت خدا کی طبیعت کے مطابق نہیں ہوتی۔
وہ اپنی طبیعت کے بگاڑ کی وجہ سے خدا سے بجائے فائدہ
نقصان حاصل کرتا ہے۔ جیسا کہ سورج کی روشنی طبعی
مناسبت کی وجہ سے سب انسانوں کے لئے زندگی اور

صحت کا باعث ہے۔ لیکن طبیعت کی نامناسبت کی وجہ سے چمگادڑ اور جراثیم کے لئے تاریکی اور ہلاکت کا باعث ہے۔(رومی ۵ء۲/۴) اُس کی ذات میں مہربانی تحمل اور صبر کی دولت پائی جاتی ہے۔ اور خدا کی مہربانی توبہ کی طرف مائل کرتی ہے۔ لیکن سخت اور غیر تائب دل ہونے کی وجہ سے گنہگار انسان اُس پر محبت خدا سے غضب حاصل کرتا ہے۔

سب آدمی۔ خدا کے نجات دینے میں کوئی امتیاز نہیں۔ اُس کی خواہش ہے۔ کہ سب آدمی نجات پائیں۔ اور سب آدمیوں کو نجات دینے کا اس نے انتظام کیا ہے۔ اگر نجات کسبی ہوتی تو ہر آدمی کے لئے نجات حاصل کرنا ناممکن ہوتا۔ کیونکہ سب نے گناہ کیا اور خدا کے جلال سے محروم ہیں۔ لیکن نجات فضل سے ہے۔ خدا نے نجات دینے کا انتظام کیا ہے۔ آدمی نے محض اُس کو قبول کرنا ہے۔ خدا یہ چاہتا ہے۔ کہ سب آدمی نجات پائیں اور سب سچائی کی پہچان تک پہنچیں۔ صرف نجات یافتہ لوگوں کو ہی سچائی کی حقیقی پہچان حاصل ہے۔ ساری دنیا اُس شریر کے قبضہ میں پڑی ہوئی ہے۔ (۱ یوحنا ۵/۱۹)۔ اُس شریر کو تاریکی کا حاکم افسی ۶/۱۲ میں بیان کیا گیا ہے۔ جہاں تاریکی ہے۔ وہاں سچائی کی پہچان نہیں ہو سکتی۔ سچائی کی پہچان نجات ہی سے ہے۔ ۲ تیمتھیس ۲/۲۵ مقابلہ ۲ تیمتھیس ۳/۷

سچائی کی پہچان تعلیم سے نہیں ہوتی بلکہ توبہ کرنے سے نجات ملتی ہے۔ اور نجات سے حق کی پہچان حاصل ہوتی ہے۔

۵ آیت۔ درمیانی۔ خدا اور انسان کے درمیان درمیانی وہی ہو سکتا ہے جس میں الہٰی اور انسانی دونوں خوبیاں موجود ہوں۔ کیونکہ اگر اُس میں محض انسانی خوبیاں ہوں۔ تو وہ انسان کامل تو ہو سکتا ہے۔ مگر خدا اور انسان کے درمیان درمیانی نہیں ہو سکتا۔ اور اگر اُس میں محض الہٰی خوبیاں ہوں۔ تو وہ خدا تو ہو سکتا ہے۔ مگر خدا اور انسان کے درمیان درمیانی نہیں ہو سکتا۔ مسیح درمیانی ہے۔ اِس لئے کہ وہ کامل انسان اور کامل خدا ہے۔

درمیانی کے بغیر ملاپ ناممکن ہے۔ ملاپ تین طریقوں ہی سے ممکن ہے۔

۱۔ خدا انسان بن جائے۔

یہ ممکن نہیں کیونکہ خدا پاک ہے۔ اور انسان ناپاک ہے۔ یا انسان خدا بن جائے یہ بھی ناممکن ہے۔ کہ محدود انسان لامحدود ہو جائے ۔ پس ایک ہی صورت ممکن ہے۔ کہ انسان اپنی ناپاکی کو ترک کرے۔ اور لامحدود خدا کسی محدود صورت میں آئے۔ پس حقیقی درمیانی صرف مسیح ہے۔ کیونکہ وہ گناہ سے مبرا تھا۔ لہذا انسان کامل تھا۔ اور کلام مجسم ہوا۔ وہ خدا کی ظہوری صورت ہے۔

جو مجسم ہوئی۔ لہذا اُسی میں ملاپ ممکن ہے۔

درمیانی کے بغیر دیدار ناممکن ہے۔ جیسے اس دنیا میں جراثیم بغیر وسیلہ کے دیکھے نہیں جا سکتے۔ آنکھ اور جراثیم کے درمیان خوردبین درمیانی کا کام کرتی ہے۔ اسی طرح بغیر اس درمیانی کے کوئی خدا کو دیکھ نہیں سکتا۔ جس نے مجھے دیکھا اس نے باپ کو دیکھا۔ باپ کو کسی نے کبھی نہیں دیکھا۔ اکلوتا بیٹا جو باپ کی گود میں ہے۔ اُسی نے ظاہر کیا۔

جو مسیح کی الوہیت کے قائل ہیں۔ وہ اُسے ایک سچے انسان کے درجہ سے بھی گرا دیتے ہیں۔ کیونکہ مسیح نے اپنی الوہیت کا دعوٰے کیا ہے۔ اگر اس کے دعوٰے کو نہ مانا جائے۔ تو یہ اُسے جھوٹا ٹھہرانے کے مترادف ہوگا۔

بحیثیت درمیانی مسیح تمام انسانیت کی اُمیدگاہ ہے۔

۶ آیت۔ اُس نے تمام انسانیت کا فدیہ دیا ہے جس کی گواہی کے لئے وہ ہر زمانہ میں گواہ بناتا ہے۔

فدیہ۔ گناہ اور گناہ کی سزا لازم و ملزوم ہونگے یا نہ ہونگے۔ اگر لازم و ملزوم نہ ہونگے تو بغیر لزوم کے سزا دینا باطل ہوگا۔ اگر لازم و ملزوم ہونگے۔ تو گناہ کا ہرجہ کہیں نہ کہیں ضرور پڑیگا۔ اگر کُل کا کُل ہرجہ مجرم پر پڑے تو یہ عین عدل تو ہوگا۔ لیکن رحم کو اس میں کوئی دخل نہ ہوگا۔ اگر کُل کا کُل ہرجہ نظر انداز

کردیا جائے۔ تو عین رحم تو ہوگا۔ لیکن عدل نہیں ہوگا۔ عین عدل اور عین رحم یہ ہے۔ کہ ہرجہ پورے کا پورا پڑے۔ لیکن ذاتِ ملزم کی بجائے ذاتِ راحم اُسے برداشت کرے۔ اسی طرح سے گنہگار انسانیت کا تمام ہرجہ ذاتِ راحم یسوع مسیح نے اُٹھالیا یہی گنہگار انسان کا فدیہ ہے۔

۷ آیت۔ پولوس اپنے مقرر کئے جانے کی اور منادی کی غرض و غایت یہی بیان کرتا ہے۔ خدا یہ چاہتا ہے۔ کہ سب نجات پائیں۔ پولوس پہلے خود نجات یافتہ ہوا۔ پھر وہ نجات دہندہ کا گواہ بنا۔ نہ صرف وہ خود سچائی کے جاننے والا بنا بلکہ سچائی کو سکھانے والا بنا دیا گیا۔ خدا نجات یافتہ لوگوں کو دنیا میں وسیلہ نجات بناتا ہے۔

۸ آیت۔ مردوں کو حکم۔ پولوس یہ چاہتا ہے۔ کہ مرد دعا کیا کریں ہر جگہ۔ مقبول دعا کا تعلق جگہ سے نہیں بلکہ دعا کرنے والے کی طبیعت سے ہے۔ دیکھو یوحنا ۴/۲۱ لہذا ہر جگہ دعا کرنے کا حکم دیا جاتا ہے۔ بعض دعا ہی نہیں کرتے۔ بہت سارے دعا کرتے ہیں۔ مگر اُن کی دعائیں مقبول نہیں۔ اس لئے کہ اُن کی زندگیاں پاک نہیں۔ رسول یہ کہتا ہے۔ پاک ہاتھوں کو اُٹھا کر دعا کیا کریں۔

پاک ہاتھ۔ اس سے مراد ظاہرا پاکیزگی نہیں ہاتھ چونکہ وسیلہ عمل

ہے۔ اس لئے پاک ہاتھوں سے مراد زندگی کی پاکیزگی ہے۔ اگر زندگی پاکیزہ ہوگی۔ تو اعضا بھی پاکیزہ کاموں کے لئے استعمال کئے جائینگے۔ یسعیاہ ۵۹/۲،۳۔ تمہاری بدکرداری نے تمہارے اور تمہارے خدا کے درمیان جدائی کر دی ہے۔ اور تمہارے گناہوں نے اُسے تم سے روپوش کیا ایسا کہ وہ نہیں سنتا۔ کیونکہ تمہارے ہاتھ خون آلودہ ہیں۔ زندگی کی بدکرداری اور ہاتھوں کی خون آلودگی کی وجہ سے دعائیں سنی نہیں جاتیں۔

بغیر غصہ اور تکرار کے۔ ہماری طبیعت میں غصہ ایسے فعل کا نتیجہ ہوتا ہے۔ جو ہماری طبیعت کے برخلاف ہو اور جب تک ہم اُس شخص کو معاف نہ کریں۔ جس نے ہماری طبیعت کے برخلاف کام کیا ہے۔ تب تک غصہ دل میں رہیگا۔ یسوع مسیح نے کہا۔ مرقس ۱۱/۲۵۔ جب کبھی تم کھڑے ہو کر دعا کرتے ہو تو اگر کسی سے تمہیں شکایت ہو تو اُسے معاف کرو تا کہ تمہارا باپ جو آسمان پر ہے تمہارے گناہ معاف کرے۔ غصہ اور تکرار اُلجھا لینے والی چیزیں ہیں۔ جب تک ہم نے ایسی چیزوں کو اپنے ہاتھوں میں پکڑ رکھا ہے۔ یہ ہاتھ خدا کی طرف اُٹھائے نہیں جا سکتے۔ کس طرح کوئی شخص یہ جرأت کر سکتا ہے۔ کہ وہ اپنے خون آلودہ ہاتھوں کو خدا کی طرف اُٹھائے۔ اسی لئے بہت سارے لوگ دعائیں مانگتے ہیں مگر سنی نہیں جاتیں۔

۹ آیت - سنواریں - یہ ایک طبعی امر ہے - کہ ہر زندگی اپنے آپ کو خوبصورت بنانا چاہتی ہے - مسیحیت تارک الدنیا ہونا نہیں سکھاتی - پولوس کا یہ مطلب نہیں کہ بال گوندھنے سونے - موتیوں اور قیمتی پوشاک سے اپنے آپ کو آراستہ کرنا گناہ ہے - بلکہ مطلب یہ ہے - کہ جب زندگی کا سارا مقصد ہی بال سنوارنا - سونا موتی اور قیمتی پوشاک سے آراستہ کرنا ہو جائے - اور زندگی کا کوئی اور اعلےٰ مقصد سامنے نہ رہے - تو یہ گناہ ہے - اس ظاہرا خوبصورتی پر فنا کا قبضہ ہے - خدا کے کلام میں ایک ایسی خوبصورتی پر زور دیا گیا ہے - جو غیر فانی ہے - ۱-پطرس ۳/۴ تمہاری باطنی اور پوشیدہ انسانیت حلم اور مزاج کی غربت کی غیر فانی آرائش سے آراستہ رہے - دنیا کی ساری آرائش امارت سے ہے - اور یہ آرائش فانی ہے - لیکن مزاج کی غربت کی آرائش غیر فانی ہے - اور یہ وہ دولت ہے - جو یسوع مسیح کی غربت سے حاصل ہے - ۲-کرنتھی ۸/۹ تم ہمارے خداوند یسوع مسیح کے فضل کو جانتے ہو وہ اگرچہ دولتمند تھا مگر تمہاری خاطر غریب بن گیا تاکہ تم اس کی غریبی کے سبب دولتمند ہو جاؤ یہ وہ آرائش ہے جو مسیح کی طرف سے ملتی ہے - جس پر موت کا قبضہ نہیں - اسی لئے اسے غیر فانی آرائش کہا گیا ہے - ظاہرا خوبصورتی ایسی ہے - جیسے کہ ایک مردہ لاش کو خوبصورت اور قیمتی کپڑے پہنائے جائیں اور اس پر عطر مل دیا جائے - لیکن اندر ہی اندر وہ لاش سڑتی چلی جائیگی -

لاش کو زندگی کی ضرورت ہے۔ اِسی طرح سے باطنی آرائش کی ضرورت ہے۔ کیونکہ ظاہرا انسانیت روز بروز مٹتی چلی جاتی ہے۔ اور باطنی انسانیت روز بروز نئی ہوتی چلی جاتی ہے۔
۲ کرنتھی ۴/۱۶

۱۰ آیت۔ نیک کاموں سے۔ پولس عورتوں کو یہ حکم دیتا ہے۔ کہ وہ اپنے آپ کو ضرور آراستہ کریں۔ کیونکہ آرائش کو پسند کرنا ایک طبعی امر ہے۔ لیکن نیک کاموں سے آراستہ کریں۔ ظاہرا آرائش نیک کاموں کی آرائش کا نعم البدل نہیں ہو سکتی۔ مسیحی زندگی بے حد خوبصورت زندگی ہے۔
اقرار کرنے والی۔ ہر مسیحی کا دعوٰے ہے۔ کہ وہ اقرار کرنے والی زندگی ہے۔ پس سب مسیحی عورتوں کو مناسب ہے۔ کہ وہ اپنے آپ کو نیک کاموں سے سنواریں۔
آدمیوں کی یہ کمی بیان کی گئی کہ وہ دعا تو کرتے ہیں لیکن پاک ہاتھوں کو اٹھا کر بغیر غصہ اور تکرار کے نہیں کرتے۔ عورتوں کی یہ کمی بیان کی گئی۔ کہ وہ اپنے آپ کو آراستہ تو کرتی ہیں۔ لیکن نیک کاموں سے نہیں۔

۱۱ سے ۱۵ آیات۔ یہ تعلیم بالکل صاف ہے۔ افسس میں عورتوں کا رجحان نافرمانی کی طرف ہو گیا تھا۔ اور وہ سکھانا اور مرد پر حکم چلانا چاہتی تھیں۔ جہاں پولس یہ کہتا ہے۔ کہ عورت نہ

سکھائے۔ وہاں اس سے مراد پبلک میں سکھانا ہے۔ لیکن اس سے یہ مراد نہیں کہ عورت گھر میں بھی سکھا نہیں سکتی۔ تیمتھیس کو اس کی ماں نے گھر ہی میں تعلیم دی تھی۔ بوڑھی عورتوں کو یہ حکم دیا گیا۔ کہ نوجوان عورتوں کو سکھائیں۔ (طِطُس ۲/۴) پرسکلہ نے اپلوس کو سکھایا۔ ہمارے ملک میں اب بھی یہ سچ ہے کہ مذہبی معاملات میں عورتوں کو ہادی سمجھنا معیوب سمجھا جاتا ہے۔ ایک طرف مشرقی ممالک کی تہذیب نے عورت کو غلام قرار دے دیا۔ یہ بھی لعنت ہے۔ (پیدائش ۳/۱۶) میں یہ گناہ کا نتیجہ بتایا گیا ہے۔ آدم کے گرنے سے پہلے یہ حالت نہ تھی۔ لہذا آدمی کی عورت پر حکومت یہ گناہ کا نتیجہ ہے اور لعنت ہے۔ دوسری طرف مغربی ممالک کی تہذیب نے عورت کو آدمی سے بھی بڑا درجہ دے دیا۔ یہ بھی لعنت ہے۔ (۱ تیمتھیس ۲/۱۲) یہ دونوں طریقے انسانی طریقے ہیں۔ مسیحیت میں مرد اور عورت کا اصل درجہ بیان کیا گیا ہے۔ نئی پیدائش میں نہ صرف گناہ سے مخلصی ہے۔ بلکہ گناہ کی لعنت سے بھی مخلصی ہے۔ مرد اور عورت میں حاکم اور محکوم کا درجہ لعنت کا نتیجہ ہے۔ پس مسیحیت میں لعنت ختم ہو جاتی ہے۔ مسیح میں نہ مرد ہے نہ عورت۔ یہ رشتہ بادشاہ اور رعایا کا رشتہ بیان نہیں کیا گیا۔ بلکہ سر اور بدن کا رشتہ بیان کیا گیا ہے۔ افسی ۵/۲۳۔ ہر ایک

اپنی بیوی سے اپنی مانند محبت رکھے۔
سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ پولوس نے عورت کو یہ حکم دے دیا۔ کہ وہ مرد پر حکم نہ چلائے۔ لیکن مرد کو یہ حکم نہیں دیا۔ کہ وہ عورت پر حکم نہ چلائے وجہ اس کی یہ ہے۔ کہ مرد کا عورت پر حکومت کرنا پیدائش ۳/۱۸ میں گناہ کا صاف نتیجہ بتایا گیا ہے۔ لہذا اس کے دوبارہ بتانے کی ضرورت نہ تھی۔ لیکن عورت مرد پر حکم نہ چلائے۔ یہ بھی گناہ کا نتیجہ ہے۔ لیکن یہ واضح نہیں تھا۔ لہذا پولوس کو حکم دینے کی ضرورت پڑی دنیا میں صرف مسیحیت نے مرد اور عورت کا صحیح رشتہ بیان کیا ہے۔

۱۴ آیت۔ عورت فریب کھا کر گناہ میں۔
پولوس اس حقیقت کو بیان کرتا ہے۔ کہ پہلے عورت ہی گناہ میں پڑ گئی۔ لیکن اس وجہ سے مرد فخر نہیں کر سکتا۔ کیونکہ وہ تو عورت سے بھی کمزور ٹھہرا۔ کیونکہ عورت کو تو شیطان نے گرا دیا۔ لیکن آدمی صرف عورت کے وسیلہ سے ہی گر گیا۔

۱۵ آیت۔ جو عورت وسیلۂ گناہ بنی اسی عورت کو خدا وسیلۂ نجات بناتا ہے۔
اولاد ہونے سے نجات۔ اس سے یہ مراد نہیں کہ جو عورت کنواری رہے یا بانجھ رہے۔ اسے نجات نہیں ملے گی۔ بلکہ اس سے پیشین گوئی کی طرف اشارہ جو عورت کی نسل سے متعلق ہے۔ پیدائش ۳/۱۵ وہ تیرے سر کو کچلے گا۔ گلتیوں ۴/۴ جب وقت پورا ہوا تو خدا نے اپنے

بیٹے کو بھیجا جو عورت سے پیدا ہوا۔
موجودہ کلیسیا کی تعمیر میں عورت کا بہت بڑا حصہ ہے۔ انہیں ایمان محبت۔ پرہیزگاری اور پاکیزگی کے ساتھ زندگیاں بسر کرنی چاہئیں۔ تاکہ وہ وسیلۂ نجات بنیں۔

تیسرا باب

تیسرے باب میں پولوس کلیسیا میں خدمت کرنے والوں کی اخلاقی اور روحانی خوبیوں کا بیان کرتا ہے۔
۱ سے ۷ آیات۔ خادمانِ دین کی خوبیوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔
۱ سے ۳ آیت۔ نگہبان کا کام ایک اچھا کام بیان کیا گیا ہے۔ نگہبان خدا کی طرف سے مقرر کئے جاتے ہیں۔ (اعمال ۲۰/۲۸) وہ اس خدمت کو اپنی مرضی سے ذریعۂ معاش کے لئے نہیں چنتے بلکہ یہ خدمت انہیں خدا کی طرف سے دی جاتی ہے۔ اول تو مسیحی زندگی خدا کے فضل اور رحم سے ملتی ہے۔ لیکن جس کو وہ نگہبان چن لیتا ہے۔ اس پر خدا کا خاص ہی رحم ہوتا ہے۔ (۲ کرنتھیوں ۴/۱) پس جب ہم پر ایسا رحم ہوا کہ ہمیں یہ خدمت ملی۔ تو ہم ہمت نہیں ہارتے۔ نگہبان کا کام گلہ کی پرورش اور حفاظت کرنا ہے۔ (اعمال ۲۰/۲۹) تم میں پھاڑنے والے بھیڑیے آئیں گے۔
نگہبان کی اخلاقی خوبیاں۔ ایک ہی بیوی کا شوہر ہو۔ مسیحیت

کثرت الازدواج کے خلاف ہے۔
خدمت کرنے والے کی ایک ہی بیوی ہو۔ یہ رومن کیتھولکیوں کی اُس تعلیم کے بھی خلاف ہے کہ جسے خدا کلیسیاء میں خدمت کرنے کے لئے بُلاتا ہے۔ اُس کے لئے یہ شرط ہے مجرد رہے۔ پولوس کہتا ہے۔ کہ نگہبان ایک بیوی کا شوہر ہو۔
پرہیزگار متقی۔ شائستہ ہو مسافرپروری اور تعلیم دینے کے لائق ہونا چاہیئے حلیم ہو۔ ہر نگہبان کے لئے ضروری ہے۔ کہ اِن خوبیوں کی روشنی میں اپنی زندگی کو جانچے۔
سلبی خوبیاں۔ نشہ میں غل مچانے والا نہ ہو۔ مار پیٹ کرنے والا نہ ہو۔ تکراری نہ ہو۔ اور دولت سے محبت کرنے والا نہ ہو۔
نشہ۔ خدا کے خادموں کے لئے نہ صرف نشہ کے ماتحت بیہودہ حرکتیں کرنا منع کیا گیا۔ بلکہ شراب میں متوالا ہونا بھی منع کیا گیا۔ (افسی ۵/۱۸) بعض اوقات یہ کہا جاتا ہے کہ شراب کا استعمال بُرا نہیں بتایا گیا۔ بلکہ اُس میں متوالے ہونا منع کیا گیا ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ شراب کے پینے کا فائدہ کیا ہے سوائے اس نشے اور کچھ نہیں کہ نشہ میں مسرور ہوں۔ اور یہی منع کر دیا گیا۔ اگر شراب میں نشہ نہ ہو۔ تو کون اسے پیئے گا۔ کیونکہ یہ نشہ کی خاطر ہی پی جاتی ہے نہ کہ مزا اور صحت کی تندرستی

کے لئے۔ نہ یہ ٹانک ہے اور نہ ہی مزے دار ہے۔

۴-۵ آیت۔ نہ صرف اُس کا شخصی چال چلن اعلےٰ ہونا چاہیئے۔ بلکہ اُس کا خاندان بھی ایک نمونہ کا خاندان ہونا چاہیئے۔ اس کی پہلی ذمہ داری اپنے خاندان کے متعلق ہے۔ کیونکہ اگر کوئی اپنے گھر کا ہی بندوبست کرنا نہیں جانتا۔ تو خدا کی کلیسیا کی خبرگیری کیونکر کریگا۔

۶ آیت۔ نومرید نہ ہو۔ کیونکہ خطرہ یہ ہے۔ کہ اس اعلےٰ خدمت میں اُس کے دل میں فخر آجائے۔ اور وہ گر جائے۔

۷ آیت۔ نہ صرف کلیسیا ہی میں وہ اعلےٰ چال چلن کا آدمی مانا جائے۔ بلکہ وہ ایسا ہونا چاہیئے۔ کہ کلیسیا کے باہر کے لوگوں میں بھی نیک نام ہو۔ کیونکہ جس کی شہرت اچھی نہ ہو۔ وہ دوسرے لوگوں کے لئے نجات کا وسیلہ نہیں بلکہ ٹھوکر کا وسیلہ ہوگا۔

۸، ۹، ۱۲ آیت۔ ڈیکنوں کی زندگی کی سلبی اور اثباتی خوبیاں۔ سلبی خوبیاں۔ دو زبان نہ ہو۔ شرابی نہ ہو۔ ناجائز نفع کا لالچی نہ ہو۔ یہاں نفع کو بُرا نہیں کہا گیا۔ لیکن ناجائز نفع یا ناجائز نفع کا لالچ بُرا کہا گیا ہے۔

اثباتی خوبیاں سنجیدہ ہونا چاہیئے۔ اُن کے دل پاک ہونے چاہیئں۔ جن میں وہ ایمان کے بھید کو حفاظت سے رکھ سکیں۔ ایک بیوی کے شوہر ہوں۔ اور بچوں اور گھر کا بخوبی انتظام کرتے ہوں۔ ڈیکنوں کے پہلے انتخاب کا ذکر اعمال ۶:۱-۶

۱۰ آیت - چُنے جانے سے پہلے اُنہیں آزمانا چاہیئے۔ اگر تسلی بخش ہوں۔ تب خدمت کے لئے مخصوص کئے جائیں۔

۱۱ آیت - ڈیکنوں کی خوبیاں۔

کلیسیا میں خدمت کرنے کے لئے ایسی عورتوں کو مخصوص کرنا چاہیئے جو سنجیدہ پرہیزگار اور ایماندار ہوں اور تہمت لگانے والی نہ ہوں۔

رسُول ان آیات میں بڑی صفائی کے ساتھ کلیسیا میں خدمت کرنے والوں کی سلبی اور اثباتی خوبیوں کا ذکر کرتا ہے۔ لیکن بہت افسوس ہے۔ کہ بعض اوقات خدمت کرنے والوں کی زندگیوں میں جو بدیاں نہیں ہونی چاہیئں وہ موجود ہوتی ہیں۔ اور جو خوبیاں زندگی میں ہونی چاہیئں۔ وہ نہیں ہوتیں۔ کلیسیا میں عہدیداروں کو منتخب کرنے کے لئے کلیسیا کے افراد کو بڑی سنجیدگی سے ان باتوں پر سوچنا چاہیئے۔ اور جو منتخب کئے جاتے ہیں۔ اُن کو بھی ان باتوں کی روشنی میں اپنی اپنی زندگی پر بڑی سنجیدگی سے غور کرنا چاہیئے۔

۱۳ آیت - خدمت کا کام نیک نیتی سے کرنے سے اجر ضرور ملتا ہے۔ لوگوں کی نظر میں اُس کی بہت قدر ہو جاتی ہے۔ وہ ایمان میں دلیر ہو جاتا ہے۔ اور خدا کی نظر میں اس کی عزت ہوتی ہے۔ (یوحنا ۱۲/۲۶) اگر کوئی شخص میری خدمت کرے تو میرے پیچھے ہو لے۔ جہاں میں ہوں وہاں میرا خادم بھی ہوگا۔ اگر کوئی میری خدمت کرے تو باپ اس کی عزت کریگا۔

اچھی خدمت کرنے کے لئے یسوع مسیح کے نقشِ قدم پر چلنا ضروری ہے۔ ایسوں ہی کی باپ کی طرف سے قدر ہوتی ہے۔ اور جن کی باپ کی طرف سے قدر ہوتی ہے۔ اُنہیں اس بات کی پروا نہیں۔ دنیا اُن کی قدر کرتی ہے یا نہیں۔

۱۴ سے ۱۶ آیت۔ خادمانِ دین کی زندگیاں اس لئے اعلےٰ ہونی چاہئیں۔ کیونکہ وہ زندہ کلیسیا کے خادم ہیں۔

۱۴ آیت۔ پولوس کو افسس میں آنے کی اُمید تھی۔ لیکن اُس نے یہ ضروری سمجھا کہ وہ تیمتھیس کو لکھ کر بھیجے کہ اگر اُسے آنے میں دیر بھی ہو جائے۔ تو کلیسیا میں خادم مقرر کرنے کے لئے اُسے کیا کچھ کرنا چاہیئے۔

۱۵ آیت۔ کلیسیا کو خدا کا گھر کہا گیا ہے۔ یہ خدمت زندہ خدا کے گھر کی ہے۔ جسے حق کا ستون اور بنیاد بھی کہا گیا ہے۔ یہ گھر اینٹوں اور پتھروں کا بنا ہوا نہیں۔ بلکہ مسیحی زندگیوں سے بنا ہوا ہے۔ (۱ کرنتھی ۳/۹) تم خدا کی عمارت ہو۔

خدا پہلے ایک ایک مسیحی زندگی کو اپنا مسکن بناتا ہے (افسی ۲/۲۱،۲۲) تم بھی اُس میں باہم تعمیر کئے جاتے ہو۔ تاکہ روح میں خدا کا مسکن ہو۔ اور پھر اُن تمام مسیحی زندگیوں سے وہ اپنا گھر تعمیر کرتا ہے۔ (۱ پطرس ۲/۴،۵) اس گھر کے کونے کے سرے کا پتھر خود خداوند یسوع مسیح ہے۔ (افسی ۲/۲۰) پس کلیسیا جو خدا کا گھر ہے۔ اس کی خدمت

نہایت سنجیدگی سے کرنی ضروری ہے۔ خدا ہاتھ کے بنائے ہوئے مندروں میں نہیں رہتا۔ بلکہ ایمان دار زندگیوں میں رہتا ہے۔ (عبرانی ۳/۶) اُس کا گھر ہم ہیں۔ پس خدا کے گھر یا کلیسیا کی خدمت انسانی زندگیوں کی خدمت ہے۔

۱۶ آیت۔ دینداری کا بھید۔ یہ خداوند یسوع مسیح ہے۔ (افسی ۳/۳،۴) مجھے بھید کا مکاشفہ ہوا۔ . . . مسیح کے بھید کس قدر سمجھتا ہوں جو اور زمانوں میں بنی آدم کو اس طرح معلوم نہ ہوا تھا۔ جس طرح کے مقدس رسولوں اور نبیوں پر روح میں اب ظاہر ہو گیا۔ یعنی مسیح یسوع میں غیر قومیں میراث میں شریک اور وعدہ میں داخل ہیں۔ (کلسی ۱/۲۶،۲۷) اُس بھید کی جو پوشیدہ رہا . . . . . جن پر خدا نے ظاہر کرنا چاہا۔ کہ غیر قوموں میں اُس کے بھید کے جلال کی دولت کیسی کچھ ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ مسیح جو جلال کی اُمید ہے۔ تم میں رہتا ہے۔

جسم میں ظاہر ہوا۔ یہ یسوع مسیح کے مجسم ہونے کا ذکر ہے۔
روح میں راستباز ٹھہرا۔ اس کی ساری زمینی زندگی بے عیب زندگی تھی۔ وہ اگرچہ انسان تھا۔ لیکن کامل انسان تھا۔
فرشتوں کو دکھائی دیا۔ پیدائش کے وقت فرشتے ظاہر ہوئے۔ آزمائش کے وقت فرشتے ظاہر ہوئے۔ غیر قوموں میں اُس کی منادی ہوئی۔ تاکہ لوگ اُس پر ایمان لائیں۔ اور دنیا جلال میں اوپر بھی اُٹھایا گیا۔ کلیسیا اُسی کا بدن ہے۔ اور اُسی کے سب خادم ہیں

چوتھا باب

آیت - پہلی صدی کی کلیسیا میں ہی بدعتی تعلیموں کا خطرہ پیدا ہوگیا تھا۔ یسوع مسیح نے اس کے بارے میں پیشینگوئی کردی تھی۔ (متی ۷/۱۵) تم میں جھوٹے نبی ہونگے۔ کڑوے دانوں کی تمثیل میں بھی خداوند یسوع مسیح نے یہ بتا دیا کہ جہاں اچھا بیج بویا گیا تھا وہاں شیطان نے کڑوا بیج بو دیا۔ جس سے مطلب یہ ہے کہ کلیسیا میں جہاں ایماندار لوگ ہونگے۔ وہاں ان کے درمیان بے ایمان اور جھوٹی تعلیم دینے والے بھی شامل ہو جائینگے۔ (متی ۲۴/۴) بہت سارے لوگ ان کی تعلیم سے گمراہ بھی ہو جائینگے۔ (اعمال ۲۰/۲۹:۳۰) میں یہ بتایا کہ تم میں پھاڑنے والے بھیڑیئے ہونگے جو الٹی الٹی باتیں کہینگے۔ اس سے مراد کلیسیا میں بدعتی تعلیم دینے والے ہیں۔ تیمتھیس کو پولوس لکھتا ہے۔ کہ کلیسیا میں ہی بہت سارے ایسے لوگ ہونگے جو شیطان کی تعلیم کی طرف متوجہ ہوکر ایمان سے برگشتہ ہو جائینگے تواریخ کلیسیا یہ بتاتی ہے۔ کہ ہر زمانے میں ایسے لوگ کلیسیا میں پیدا ہوتے رہے۔ جو خود بدعتی تعلیم کا شکار ہوئے۔ اور بیشمار نام نہاد مسیحی ان کی تعلیم کی پیروی کرکے سچے ایمان سے برگشتہ ہوگئے۔ کلیسیا پر ہر زمانہ میں دو بڑے زبردست حملے ہوتے رہے ہیں۔ ان میں سے ایک بیرونی حملہ ہے مسیحیت کے مخالفوں نے

ہر زمانہ میں مسیحیت کو مٹانے کی کوشش کی۔ لیکن عالم ارواح کے دروازے اس پر غالب نہ آسکے۔ دوسرا حملہ اندرونی حملہ ہے یہ بدعتی تعلیموں کا حملہ ہے۔ یہ کلیسیا کے لئے زیادہ خطرناک ہے۔ جیسے انسانی جسم پر دو طرح کے حملے ہوتے ہیں۔ ایک بیرونی دوسرا اندرونی حملہ۔ انسان کے لئے زیادہ خطرناک حملہ وہ ہے جس میں جراثیم اس کے بدن میں داخل ہو جائیں۔ جب تک جراثیم اندرونی طور پر حملہ نہ کریں۔ وہ موت پیدا نہیں کر سکتے۔ جراثیم کا بیرونی حملہ خطرناک نہیں ہو سکتا۔ ہر زمانہ میں بیرونی حملہ کی نسبت اندرونی حملوں نے کلیسیا کا زیادہ نقصان کیا ہے موجودہ زمانہ میں بھی بے شمار لوگ غلط تعلیموں کی طرف متوجہ ہو کر ایمان سے برگشتہ ہو گئے ہیں۔ اور ہو رہے ہیں۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ وہ لوگ خدا کے کلام کی صحیح تعلیم سے واقف نہیں ہیں۔ لہذا وہ ہر ایک تعلیم کے جھونکے سے موجوں کی طرح اچھلتے پھرتے ہیں۔ ان حملوں کا مقابلہ کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ بچپن ہی سے بچوں کو خاندان میں بائبل کی صحیح تعلیم دی جائے۔ مسیحی خود خدا کے کلام کے پڑھنے اور سیکھنے والے ہوں۔ کلیسیا میں خدا کے کلام کی صحیح تعلیم پیش کی جائے۔ ورنہ ہندوستان کی کلیسیا کے سامنے بدعتی تعلیموں کا شکار ہو جانے کا بڑا زبردست خطرہ ہے۔

۲ آیت - جھوٹے آدمیوں کی ریاکاری - بدعتی تعلیم دینے والے بھیڑوں کے بھیس میں بھیڑیئے بیان کیئے گئے ہیں یعنی ظاہرا طور پر وہ بھیڑیں دکھائی دینگی - لیکن باطن میں وہ پھاڑنے والے بھیڑیئے ہونگے مطلب یہ کہ ظاہرا طور پر وہ ایماندار معلوم ہونگے لیکن اُن کی تعلیم مسیحی زندگیوں کو ہلاک کر دینے والی ہوگی - یسوع مسیح کو گنہگار سے تو پیار ہے - لیکن ریاکار سے نفرت ہے - ایسے لوگوں کو ریاکار بتایا گیا ہے -

دل گویا گرم لوہے سے داغا گیا - جو جگہ گرم لوہے سے داغ دی جائے - وہ جگہ بے حس ہو جاتی ہے - چونکہ جھوٹی تعلیم دینے والوں کے بارے میں پولوس رسول یہ بتاتا ہے - کہ اُن کا دل گویا گرم لوہے سے داغا گیا ہے - مطلب یہ کہ اُن کی ساری زندگی بے حس ہے -

پرانے دنوں میں بھاگ جانے والے غلام کو گرم لوہے سے داغ دیا جاتا تھا - داغ والی جگہ بے حس ہو جاتی تھی - اور وہ اپنے گناہ کا نشان اپنے اوپر لیئے پھرتا تھا اسی طرح جھوٹی تعلیم دینے والوں کے دل گرم لوہے سے داغے گئے ہیں - اور وہ بے حس ہو گئے ہیں -

۳ آیت - پولوس یہ بتاتا ہے کہ کلیسیا میں ایسے بدعتی لوگ پیدا ہو جائینگے - جو بیاہ کرنے سے منع کرینگے - اور یہ تعلیم دینگے کہ اعلے

زندگی بسر کرنے کے لئے مجرد رہنا ضروری ہے۔ اس زمانہ میں (Essenes) ایسی ہی تعلیم دے رہے تھے۔ ناسٹکی بدعت جس نے دوسری صدی میں ترقی کی۔ اس کی بھی یہی تعلیم تھی۔ خطرہ یہ تھا کہ یہی تعلیم بدعت کی صورت میں کلیسیا میں بھی پھوٹ نکلے۔ خدا کے کلام کی تعلیم اس کے بارے میں صاف ہے۔ (عبرانی ۱۳/۴)۔ بیاہ کرنا سب میں عزت کی بات سمجھی جائے۔

کھانوں سے پرہیز۔ یہ بھی اس زمانہ میں (Essenes) کی تعلیم تھی۔ جو لبعد میں ناسٹکی بنیاد بن گئی۔ خطرہ یہ تھا کہ یہ تعلیم بھی بدعت کی صورت میں کلیسیا میں آجائے۔ حالانکہ خدا کے کلام میں یہ بتایا گیا ہے۔ کہ جو چیز باہر سے اندر جاتی ہے۔ وہ آدمی کو ناپاک نہیں کرتی۔ (کلسی ۲/۱۶) میں کھانے پینے کی بابت لکھا ہے۔ کھانے پینے کی بابت کوئی تم پر الزام نہ لگائے۔ کیا چیز کھانی چاہیے۔ اور کیا چیز نہیں کھانی چاہیے۔ اس کے لئے مذہبی تعلیم کی ضرورت نہیں ہے۔ جانور بغیر کسی مذہبی روشنی کے یہ جانتے ہیں۔ کہ کیا کھانا چاہیے اور کیا نہیں کھانا چاہیے۔ کیا انسان اپنی عقل کا استعمال کر کے یہ فیصلہ نہیں کر سکتا کہ کیا کھانا چاہیے۔ اور کیا نہیں کھانا چاہیے۔

۴، ۵ آیت۔ سب چیزیں خدا کی پیدا کردہ ہیں۔ اور سب چیزیں انسان کے لئے ہیں۔ اور انسان کی وجہ ہی سے دنیا میں چیزوں کی قدروقیمت ہے۔ اگر انسان نہ ہوتا تو ان چیزوں کی کوئی قدر نہ ہوتی۔

کھانے پینے کے جھگڑوں کو لوگوں رسول انسانی احکام اور تعلیم اور دنیاوی ابتدائی باتیں بتاتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ کہ جسمانی خواہشوں کے روکنے میں ان سے کچھ فائدہ نہیں۔ (کلسی ۲۳:۲۰/۲) ان باتوں کے بارے میں وہ یہ بتاتا ہے۔ کہ یہ اصل چیزیں نہیں ہیں۔ بلکہ محض سایہ ہیں (کلسی ۲/۱۷)

۶ آیت۔ صحیح تعلیم یاد دلانے کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ تو اچھا خادم ٹھہریگا اور ایسی روحانی زندگی میں اور ایمان میں ترقی کرتا جائیگا۔ خادموں کے لئے خدا کے کلام کی صحیح تعلیم اُن کی اور اُن کے گلہ کی پرورش کا باعث ہے۔ تو ایسے خادم خدا کی نظر میں اچھے خادم ہیں۔ بعض خادم ایسے ہیں۔ جو یہ باتیں یاد نہیں دلاتے یعنی خدا کے کلام کی صحیح تعلیم پیش نہیں کرتے۔ بعض ایسے ہیں۔ جو ان باتوں کو یاد تو دلاتے ہیں۔ لیکن خود اُن کی پیروی نہیں کرتے۔ اچھا خادم وہ ہے۔ جو نہ صرف خدا کے کلام کی صحیح تعلیم دیتا ہے۔ بلکہ خود بھی اُس پر عمل کرتا ہے۔ ایسے خادم کی خدمت کلیسیا کی روحانی پرورش کا باعث ہو سکتی ہے۔

۷ آیت۔ بے فائدہ یا بیہودہ شریعت کے جھگڑوں سے کچھ فائدہ نہیں بلکہ یہ وقت کو برباد کرنا ہے۔ دینداری کے لئے ریاضت ضروری ہے۔ مسیحی زندگی عقائد اور رسومات نہیں ہیں۔ یہ کوئی آسان زندگی نہیں۔ خدا کے کلام میں اسے کشتی قول اور تنگ دروازے سے داخل ہونے سے تشبیہ دی گئی ہے۔ اسے ریاضت کی زندگی

بتایا گیا ہے۔ میں اپنے بدن کو مارتا اور کوٹتا ہوں۔ سب سے بڑی
ریاضت دعائیہ زندگی ہے۔ دعا مانگنے میں جانفشانی کرو۔ ہم
نے مسیحی زندگی کو محض عقائد سمجھ لیا ہے۔ اور دینداری کے لئے
ریاضت کرنے کے مطلب کو نہیں جانتے۔ پہلوان مردِ مقابل کا
کامیاب مقابلہ کرنے کے لئے جسمانی ریاضت کرتا ہے۔ اگر وہ
جسمانی ریاضت نہ کرے۔ تو کامیاب نہیں ہو سکتا۔ مسیحی زندگی
کا مقابلہ شرارت کی روحانی فوجوں سے ہے۔ (افسی ۶/۱۲) اس
لئے ان کا مقابلہ کرنے کے لئے روحانی ریاضت ضروری ہے۔

۸ آیت۔ جسمانی ریاضت بے فائدہ نہیں بتائی گئی۔ جسمانی ریاضت
سے جسمانی فائدہ ہوتا ہے۔ لیکن روحانی ریاضت جس سے
دینداری حاصل ہوتی ہے۔ بہت فائدہ مند ہے۔ کیونکہ اسی میں
اب کی اور آئندہ زندگی کا وعدہ ہے۔

اب کی اور آئندہ زندگی۔ مسیحیت میں پوری شخصیت کی سیری
ہے۔ انسان دو چیزوں سے مرکب ہے۔ جسم اور روح۔ حقیقی
سیری وہ ہے۔ جس میں جسم اور روح دونوں کی سیری ہے۔
ایک فلسفہ نے صرف انسان کے جسم پر ہی زور دے دیا اور
یہ مان لیا کہ انسان میں کوئی روح نہیں ہے۔ اور یہ سمجھا کہ اگر اس
کی جسمانی ضرورتوں کو پورا کر دیا جائے۔ تو انسان کو کامل خوشی حاصل
ہو جائے گی۔ یہ اشتراکیت کا فلسفہ ہے۔ لیکن چونکہ انسان میں روح

ہے۔ اس لئے جب تک اُسے روحانی سیری حاصل نہ ہو۔ اُسے کامل خوشی حاصل نہیں ہو سکتی۔ دوسرا فلسفہ تارک الدنیا کا ہے۔ جس میں اُنہوں نے یہ سمجھ لیا۔ کہ انسان محض روح ہی ہے۔ اور اُس کی محض روحانی ضرورتیں ہی پوری ہونی چاہئیں۔ لیکن اس میں بھی کامل سیری نہیں ہے۔ لیکن مسیحیت میں دونوں کی تکمیل ہے۔ مسیحیت کا ساری زندگی پر اطلاق ہے۔ مسیحیت میں کامل سیری یہ ہے کہ انسان کی جسمانی اور روحانی دونوں طرح کی ضرورتیں پوری ہوں۔ روحانی سیری تو یہ ہے۔ کہ انسان کو گناہ کی غلامی سے چھٹکارا ملے۔ کیونکہ گناہ ہی سارے دُکھوں کا سبب ہے۔ لہٰذا مسیح کو منجی بتایا گیا۔ وہ روحانی طور پر مخلصی دیتا ہے۔ دوسرے جسمانی زندگی کا سب سے بڑا دشمن موت ہے۔ مسیحیت نے اُس کا بھی علاج کیا ہے۔ یہ جسمانی سیری ہے۔ (۲ تمتھیس ۱۰/۱) مسیح یسوع نے موت کو نیست اور زندگی کو خوشخبری کے وسیلہ سے روشن کر دیا۔ (عبرانی ۱۴/۲) موت کے وسیلہ سے اُس کو جسے موت پر قدرت حاصل تھی۔ یعنی ابلیس کو تباہ کر دے۔ پس مسیحیت میں موجودہ اور آئندہ دونوں زندگیوں کی سیری ہے۔

۹ آیت۔ یہ بات سچ ہے۔

۱۰ آیت۔ ہماری اُمید زندہ خدا پر۔ جو اُمیدیں فانی اشیاء سے وابستہ ہونگی۔ وہ اُمیدیں بھی فانی ہونگی۔ ہماری اُمیدیں زندہ خدا سے وابستہ

ہیں۔ لہذا ہماری اُمیدیں غیر فانی ہیں۔

سب آدمیوں کا۔ خدا کا نجات دینے کا افادہ عام ہے۔ اس لئے لکھا ہے۔ خدا نے سارے جہاں سے محبت رکھی اور اُسے سارے آدمیوں کا منجی بیان کیا گیا ہے۔

خاص کر ایمانداروں ۔ لیکن اس نجات کا استفادہ مشروط بالایمان ہے۔ یعنی خدا نے سارے جہاں کو نجات دینے کا انتظام کیا ہے۔ لیکن نجات صرف وہی پاتے ہیں۔ جو ایمان سے اُسے قبول کر لیتے ہیں۔ جیسے خدا نے ہوا سارے انسانوں کے لئے دی ہے۔ لیکن اُس سے فائدہ حاصل کرنے کے لئے سانس لینا ضروری ہے۔ یہ منجی سارے انسانوں کی اُمید ہے۔ ہماری اُمید بھی اُسی پر لگی ہوئی ہے۔ اسی لئے ہم محنت اور جانفشانی کرتے ہیں۔

محنت اور جانفشانی ۔ اگر خادمانِ دین اس لئے محنت کرتے ہیں کہ وہ اس خدمت کو ذریعۂ معاش سمجھتے ہیں۔ تو یہ لعنت ہے۔ لیکن اگر وہ اس لئے محنت کرتے ہیں۔ کہ اُن کی اُمید زندہ خدا پر لگی ہوئی ہے۔ جو سارے انسانوں کا منجی ہے۔ تو یہ برکت کی بات ہے۔ اگر ہماری نظر اُس ہاتھ پر لگ جاتی ہے۔ جس کے وسیلے روزی حاصل ہوتی ہے۔ تو یہ لعنت ہے۔ ہماری نظر مقرر کرنے والے پر لگی رہنی چاہیئے۔ ایلیاہ کی نظر اگر بجائے خدا کے کوّوں پر لگ جاتی تو یہ اس کے لئے لعنت کا باعث ہوتی۔ بہت سارے خادم ایسے

ہیں جن کی نظر مقرر کرنے والے خدا پر سے ہٹ کر روزی بہم پہنچانے والے آدمیوں پر لگ جاتی ہے۔ ہمیں یاد رکھنا چاہیئے کہ جو ہمارا مقرر کرنے والا ہے۔ وہی ہمارا روزی رساں بھی ہے۔ اُس کے پاس روزی دینے کے لئے وسائل کی کمی نہیں۔ ہمیں محنت اور جانفشانی کرنی چاہیئے کیونکہ مسیح ہی دنیا کی واحد اُمید ہے۔ جس کی تشہیر کے لئے اُس نے ہمیں وسیلہ بنایا ہے۔ اگر ہم نے محنت اور جانفشانی نہ کی تو دنیا نااُمیدی میں برباد ہو جائیگی۔

۱۱ آیت۔ حکم کر اور تعلیم دے۔ پولوس کے پاس خدا کی طرف سے اختیار تھا۔ اور یہی اختیار اُس نے تیمتھیُس کو دیا۔ اُسی اختیار کی بنا پر وہ حکم دینے کا حکم دیتا ہے۔ حکم دینا اور تعلیم دینا۔ خادم کا کام ہے۔ خدا نے کلیسیا کو بنانے کے لئے ہمیں اختیار دیا ہے۔

۱۲ آیت۔ تیمتھیُس کو پولوس نے جوانی کے دنوں ہی میں اس عظیم خدمت پر مقرر کر دیا۔ اس لئے لکھتا ہے۔ کوئی تیری جوانی کی حقارت نہ کرنے پائے۔ عموماً یہ آزمائش تھی کہ لوگ جوانوں کو مذہبی ہادی تسلیم نہیں کرتے تھے۔ پولوس کہتا ہے۔ تجھے جوانی میں خادم مقرر کیا گیا ہے۔ اس لئے تیری زندگی نمونہ کی زندگی ہونی چاہیئے۔

جوانی اپنی ذات میں بُری نہیں۔ شیطان بھی جوان کو ہی استعمال کرتا ہے۔ اور مسیح بھی زیادہ خدمت جوانوں ہی سے لے سکتا ہے۔

مسیح نے اپنی جوانی کے دِنوں میں کفارہ دیا۔ اگر جوانی مسیح کے حوالے کر دی جائے۔ تو بہت زبردست خدمت ہو سکتی ہے۔

نمونہ بن۔ اس جوان کو پولوس یہ حکم دیتا ہے۔ کہ تیری زندگی ایمان داروں کے لئے نمونہ ہونی چاہیئے۔

کن کن باتوں میں نمونہ؟ کلام کرنے میں۔ چال چلن میں۔ محبت میں ایمان میں۔ پاکیزگی میں۔ خادمانِ دین کی عملی زندگیاں کلیسیا کے لئے ہر بات میں قابلِ نمونہ ہونی چاہئیں۔ ورنہ اُن کی زندگیاں کلیسیا کی نظر میں باعثِ حقارت ہونگی۔ کلیسیا کے لوگوں کو خادموں کی قدر اُن کی اعلےٰ عملی زندگی کی وجہ سے کرنی چاہیئے۔

۱۳ آیت۔ خادم کی زندگی کے دو پہلو ہیں۔

۱۔ عملی ۔ ۲۔ علمی۔

عملی پہلو کا بارہ آیت میں ذکر ہے۔ تعلیمی پہلو کا تیرہ آیت میں۔ پڑھنا خادمانِ دین کے لئے ضروری ہے۔ وہ خود خدا کے کلام کے پڑھنے والے ہوں۔ اور نصیحت کرنے اور تعلیم دینے میں مشغول رہیں۔ جو خود خدا کے کلام کو نہیں پڑھتے۔ وہ نہ نصیحت کر سکتے ہیں اور نہ تعلیم دے سکتے ہیں۔

۱۴ آیت۔ نعمت۔ نعمت سے مُراد پاک روح ہے۔ اس کے بغیر کوئی شخص مسیحی نہیں ہو سکتا۔ جب تک کوئی آدمی روح سے پیدا نہ ہو۔ خدا کی بادشاہی میں داخل نہیں ہو سکتا (یوحنا ۳/۵)

غافل نہ رہ ۔ اس تجربہ کے بھول جانے کا ہمیشہ خطرہ رہتا ہے۔ روح سے معمور ہوتے جانا ضروری ہے۔ یہ روح کی معموری کا عمل ساری زندگی جاری رہتا ہے۔

۱۵ آیت ۔ روحانی زندگی میں ترقی ضروری ہے۔ کیونکہ بڑھنا زندگی کا خاصہ ہے ۔ اس ترقی کے لئے فکر رکھنا اور مشغول رہنا ضروری ہے۔ سب پر ظاہر ہو۔ خادم کی زندگی کھلی اور بے پردہ زندگی ہے۔ اس کی ترقی اور تنزل لوگوں کی آنکھوں کے سامنے ہے۔ پولوس تیمتھیس کو کہتا ہے۔ کہ تیری روحانی زندگی ایسی ہونی چاہیئے۔ کہ سب لوگ یہ معلوم کر سکیں۔ کہ تو روحانی طور پر ترقی کر رہا ہے۔

۱۶ آیت ۔ دو طرح کی خبرداری کا حکم دیا گیا۔ سب سے پہلے اپنی خبرداری کا ۔ دوسرے اپنی تعلیم کی خبرداری کا ۔ ان باتوں پر قائم رہ ۔ تیری زندگی اور تعلیم میں مطابقت ہونی چاہیئے۔ خادم الدین کی زبان اور ہاتھوں میں مطابقت ہونی چاہیئے۔

اعمال ۲۰/۲۸ ۔ اپنی اور سارے گلہ کی خبرداری کرو خدا کی کلیسیاء کی گلہ بانی کرو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ جب تک خادم اپنی زندگی اور اپنی تعلیم کی خبرداری نہ کریں وہ گلہ کی خبرداری نہیں کر سکتے ہیں۔

اپنی اور اپنی تعلیم کی خبرداری کرنے کا نتیجہ۔

تو اپنی نجات کا باعث ہوگا ۔ اور دوسروں کے لئے باعث نجات بنیگا ۔ اگر تو نے اپنی اور اپنی تعلیم کی خبرداری نہ کی۔ تو تو خود تو

مریگا۔ اور دوسروں کے لیئے بھی باعثِ ہلاکت ہوگا۔ یہ خادم کی بہت زبردست ذمہ داری ہے۔ جس پر سنجیدگی سے غور کرنا ضروری ہے۔ ہر مسیحی کی بھی یہ ذمہ داری ہے۔ کہ اگر وہ اپنی اور اپنی تعلیم کی خبرداری کریگا۔ تو غیر مسیحیوں کے لیئے وہ باعثِ نجات ہوگا۔ لیکن اگر وہ اپنی اور اپنی تعلیم کی خبرداری نہ کریگا۔ تو خود تو مریگا اور دوسروں کے لیئے بھی باعثِ ہلاکت ہوگا۔

پانچواں باب

۱ آیت۔ پولوس رسول یہاں یہ بتاتا ہے۔ کہ اگر کوئی ایک شخص گناہ کرے جو عمر رسیدہ ہو تو تجھے اُس کے گناہ سے نہ تو چشم پوشی کرنی چاہیئے۔ اور نہ ہی اُس سے نفرت کرنی چاہیئے۔ نہ ہی اُسے ملامت کرنی چاہیئے۔ بلکہ باپ جان کر نصیحت کرنی چاہیئے۔

۲ آیت۔ اگر جوان آدمی گناہ کرے تو اُسے بھائی جان کر نصیحت کر۔ اگر بڑی عورت گناہ کرے تو اُسے ماں جان کر نصیحت کر۔ اور جوان عورتوں کو بہن جان کر نصیحت کر۔

پولوس یہاں خادمِ دین کا تعلق کلیسیا سے اس صورت میں بیان کرتا ہے۔ کہ کلیسیا اُس کا خاندان ہے۔ جس کے ساتھ اُس کی روحانی رشتہ داری ہے۔ نئی پیدائش میں ایک نئی رشتہ داری قائم

ہو جاتی ہے۔ بڑی عمر والے باپ۔ جوان آدمی بھائی۔ بڑی عورتیں ماں اور جوان عورتیں بہن بن جاتی ہیں۔ یہ وہ ہیں۔ جو نہ خون سے۔ نہ جسم کی خواہش سے نہ انسان کے ارادے سے بلکہ خدا سے پیدا ہوئے۔ یسوع مسیح کو جب یہ کہا گیا۔ کہ تیری ماں اور تیرے بھائی باہر کھڑے ہیں۔ تو اُس نے کہا۔ کون ہے میری ماں اور میرا بھائی۔ . . . جو خدا کی مرضی پر عمل کرے وہی میرا بھائی ماں اور بہن ہے۔

مسیحیت میں حقیقی رشتہ داری خون کی نہیں بلکہ روحانی ہے۔ کیونکہ خون اور جسم کی رشتہ داری عارضی ہے۔ لیکن روحانی رشتہ داری ابدی ہے۔ جب جسم مٹ جائیگا۔ تو جسمانی رشتہ داری بھی ختم ہو جائیگی۔ لیکن روحانی رشتہ داری غیر فانی ہے۔ کلیسیا خادم دین کا ایک روحانی خاندان ہے۔ اس لئے ہر ایک شریک کے لئے اُس کے دل میں بہت محبت ہونی چاہیئے

جب کوئی کلیسیا میں گناہ کرتا ہے۔ تو دو قسم کی آزمائشیں خادموں کے سامنے آتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ اُس کے گناہ سے چشم پوشی کی جائے جس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ گناہ بڑھ کر اُس کی زندگی میں موت پیدا کر دیگا۔ جس کے لئے خادم خدا کے حضور ذمہ دار ہوگا۔ دوسری یہ جس نے گناہ کیا ہو اُس کو بدنام کرنے کے لئے گناہ کو مشتہر کیا جائے۔ اُس سے گناہ کرنے والے

کی اخلاقی موت ہوگی۔ اور وہ گناہ سے تائب بھی نہیں ہوگا۔ دونوں باتیں بُری ہیں۔ خادم کا فرض ہے کہ وہ نصیحت کرے لیکن اس طرح سے جیسے نزدیکی رشتہ دار کو کی جاتی ہے۔ گناہ کرنے والے سے محبت ہو۔ لہذا اُس کے گناہ کو مشتہر نہ کیا جائے۔ اُس کے گناہ سے نفرت کی جائے۔ لہذا گناہ سے چشم پوشی نہ کی جائے خادم دین ہر شخص سے محبت رکھے اور ہر ایک کے گناہ سے نفرت رکھے اور ہر ایک کو بچانے کی کوشش کرے۔

۳،۴ آیت۔ بیوہ عورتوں کی عزت کرنا فرض ہے۔ اور اس کے بال بچوں کا فرض ہے۔ کہ وہ بیواؤں کی خدمت کریں۔ اس خدمت ہی کو دینداری کا برتاؤ کہا گیا ہے۔ بیواؤں کی جسمانی ضرورتوں کو پورا کرنا فرض ہے۔

۵ آیت۔ واقعی بیوہ وہ ہے۔ جس کا نہ صرف خاوند مر چکا ہے۔ بلکہ جو دنیا میں کسی انسان پر بھروسہ نہیں رکھتی جس کی اُمیدگاہ صرف خداوند ہے۔ اگر وہ محبت رکھتی ہے۔ تو خدا سے اور اپنی حفاظت اور پرورش کے لئے وہ صرف خدا پر اُمید رکھتی ہے۔ اور استفادہ کے لئے رات دن دعا اور مناجات میں مشغول رہتی ہے ایسا کرنے سے اُس کے بیوہ ہونے کی حالت بھی اُس کے لئے باعث برکت بن جاتی ہے۔

۶ آیت۔ جو عیش و عشرت میں پڑ گئی اُس کا خدا سے تعلق ٹوٹ

گیا اور اُس کی روحانی موت ہوگئی

۷ آیت ۔ پاسبان کا کام یہ ہَے ۔ کہ کلیسیاء میں ہر زندگی کی مدد کرے اور یہ کوشش کرے ۔ کہ ہر زندگی بے الزام رہے ۔

۸ آیت ۔ خادم کی پہلی ذمہ داری اپنے خاندان کی طرف ہے ۔ اگر اُسے گناہ سے نفرت ہَے ۔ تو سب سے زیادہ اُسے اپنے خاندان کے گناہوں سے نفرت ہونی چاہیئے ۔ اور گناہ کا علاج سب سے پہلے اُسے اپنے خاندان ہی میں کرنا چاہیئے جیسے ڈاکٹر کی پہلی ذمہ داری اپنے خاندان کی طرف ہے ۔ اگر وہ اپنے خاندان ہی کی خبرگیری نہیں کرسکتا ۔ تو یہ اُس کے بے ایمان ہونے کا ثبوت ہے اور یہ ایمان کا عملی انکار ہے ۔

۹ ، ۱۰ آیت ۔ کلیسیاء کو اُن بیواؤں کی قدر کرنی چاہیئے ۔ جو نیک کاموں میں مشہور رہی ہوں ۔ مہمان نواز ہوں بچوں کی تربیت کرنے والی ہوں اور ہر نیک کام میں کوشش کرنے والی رہی ہوں ۔

۱۱ آیت ۔ مخصوصیّت کو چھوڑ دینا گناہ ہَے ۔ پہلے اُنہوں نے زندگی مسیح کے لئے مخصوص کی تھی ۔ لیکن بعد میں اُنہوں نے زندگی کو نفس کے تابع کر دیا ۔ بیاہ کرنا گناہ نہیں ۔ لیکن مخصوصیّت کو ترک کرنا اور وعدہ کو بھول جانا گناہ ہَے ۔

۱۲ آیت ۔ جیسی مخصوصیّت ویسا ہی اُس کا نتیجہ ہوگا ۔ ایمان کو چھوڑ

دینے کا نتیجہ اُن کی سزا ہے۔

۱۳ آیت۔ ایمان کو چھوڑ دینے کا نتیجہ اُن کی روزانہ زندگی میں بھی ظاہر ہوتا ہے۔ بے کار رہنا۔ گھروں میں آوارہ پھرنا۔ بک بک کرنا۔ اوروں کے کام میں دخل دینا۔ ناشائستہ باتیں کہنا۔ یہ اُن کی زندگی کا طرزِ عمل بن جاتا ہے۔ اگر مخصوصیت پر قائم رہیں۔ تو خدا پر اُمید رہتی ہے۔ اور اُن کی عزت ہوتی ہے۔ ۵۔ ۳ آیت

۱۴ آیت۔ جوان بیواؤں کو بیاہ کرنے کا حکم دیا گیا۔ تاکہ وہ آزمائش میں نہ گریں۔

۱۵ آیت۔ پولوس اس لئے حکم دیتا ہے۔ کیونکہ تجربہ یہ بتاتا ہے۔ کہ بہت ساری جوان بیواؤں نے اپنی مخصوصیت کو ترک کر دیا۔ اور بجائے خدا کے پیرو ہونے کے شیطان کی پیرو ہو گئیں۔

۱۶ آیت۔ بیواؤں کی مدد کرنا ہر ایک ایماندار کا فرض ہے۔

۱۷ آیت۔ خادم کا یہ مطالبہ کرنا کہ کلیسیاء کے لوگ اُس کی عزت کریں بُرا ہے۔ اُس کو عزت کا طالب نہیں ہونا چاہیئے۔ لیکن کلیسیاء کے لوگوں کا فرض یہ ہے۔ کہ خادموں کی عزت کریں۔ کیونکہ اُن کی عزت نہ کرنا خدا کے حکم کی حکم عدولی ہے۔ اوّل تو اس عہدہ کی عزت کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ خاص طور پر اُن کی عزت کرنا ضروری ہے۔ جو اچھا انتظام کرنے والے ہیں۔ اور جو کلام سنانے اور تعلیم دینے میں محنت کرتے ہیں۔

خادمانِ دین کا فرض ہے۔ کہ وہ کلام سنانے اور تعلیم دینے میں محنت کرتے ہیں۔ اور کلیسیا کا فرض ہے کہ وہ اپنے خادموں سے ایسا ہی مطالبہ کرے۔ اور خادموں کی عزت کرے۔

۱۸ آیت۔ مزدور مزدوری کا حق دار ہے۔ پاسبان فقیر نہیں ہے۔ کہ جسے کلیسیا خیرات دیتی ہے۔ بلکہ خدا کے کلام میں آیا ہے۔ کہ خوشخبری سنانے والے خوشخبری کے وسیلہ سے گزارہ کریں یہاں پولوس پرانے عہدنامہ سے اس کے حق میں دلیل پیش کرتا ہے۔ دائیں میں چلتے ہوئے بیل کا منہ نہ باندھنا۔

۱۹ آیت۔ کسی بزرگ کے خلاف دعوے بغیر گواہوں کے نہ سننا۔ یہاں تو باتیں سننا ہی منع کیا گیا ہے۔ لیکن بہت دفعہ مسیحی بزرگوں کے خلاف نہ صرف باتیں سنتے ہیں۔ بلکہ کرتے ہیں۔

۲۰ آیت۔ خادم کو گناہ سے چشم پوشی نہیں کرنی چاہیئے۔ بلکہ گنہگار کو ملامت کرنا اس کا فرض ہے۔ جس طرح سے ڈاکٹر کی ذمہ داری جسم کے متعلق ہے۔ اسی طرح سے خادم کی ذمہ داری روح سے متعلق ہے۔ اس کا فرض یہ ہے۔ کہ وہ یہ دیکھے کہ کوئی روحانی طور پر بیمار نہ رہے۔ اور کسی کی موت واقع نہ ہو۔

۲۱ آیت۔ خدا مسیح یسوع اور برگزیدہ فرشتوں کو گواہ ٹھہرا کر پولوس تیمتھیس کو یہ نصیحت کرتا ہے۔ کہ تو بغیر طرفداری کے نصیحت کر۔ یہ وہ گواہ ہیں۔ جن سے خادم کی زندگی کبھی پوشیدہ نہیں رہ سکتی۔ خادم

کی ساری خدمت ان کے سامنے کھلی اور بے پردہ ہے۔

۲۲آیت۔ ہاتھ رکھنے میں جلدی نہ کر۔ ہاتھ خدمت کے لئے مخصوص کرنے کے لئے رکھے جاتے تھے۔ اس لئے پولوس کہتا ہے۔ کہ جب کسی کو خادم مقرر کرنا ہو تو یہ کام جلدی نہیں کرنا چاہیئے۔ بہت سوچ سمجھ کر اور آزما کر کرنا چاہیئے۔ کیونکہ اگر یہ کام جلدی اور لاپروائی سے کیا گیا۔ تو جس شخص کو مقرر کیا جاتا ہے۔ اگر وہ اس کام کے لائق نہ ہو۔ تو اس کے گناہوں میں ہم بھی شامل ہو جاتے ہیں۔

خادم کے لئے اپنے آپ کو پاک رکھنا بہت ضروری ہے۔

۲۳آیت۔ پولوس تیمتھیس کو یہ صلاح دیتا ہے۔ کہ مے کو بطور دوا استعمال میں لایا کر۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ تیرا معدہ اور تیری صحت اچھی ہو جائیگی۔ بہت سارے لوگ شراب کے استعمال کو جائز ٹھہرانے کے لئے اس آیت کو عموماً پیش کرتے ہیں۔ اگر شراب کے استعمال سے معدہ مضبوط ہو سکتا ہے۔ اور جسمانی کمزوری دور ہو سکتی ہے تب اس کا استعمال جائز ہے۔ لیکن تجربہ اس کے برخلاف گواہ ہے۔ کہ الکوحل معدہ کو خراب کرتی اور صحت کو برباد کرتی ہے۔ اور جو چیز صحت کو خراب کرے۔ اُس کا استعمال ناجائز ہے۔ دو باتوں میں سے ایک بات ماننی پڑیگی۔ یا تو یہ ماننا پڑیگا کہ پولوس بے علم تھا۔ اور اس نے ایسی چیز کے استعمال کرنے کا حکم دے دیا۔ جو بجائے فائدہ کے نقصان کا باعث تھی۔ یہ ماننا مشکل ہے۔ کہ اس قدر صاحب علم آدمی

(اعمال ۱۴/۲۶) اتنی معمولی سی بات بھی نہ جانتا ہو۔ یا یہ ماننا پڑیگا کہ وہ مے جس کا پولوس نے استعمال کر لے کا حکم دیا۔ وہ موجودہ شراب کی طرح کی نہ ہوگی۔

۲۴، ۲۵ آیات۔ گناہ کرنے والا آدمی یہ سمجھتا ہے۔ کہ اُس کے گناہ پوشیدہ رہینگے۔ لیکن گناہ پوشیدہ نہیں رہتے بعض کے پہلے ظاہر ہو جاتے ہیں۔ بعض کے بعد میں ظاہر ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح سے نیک کام بھی پوشیدہ نہیں رہتے۔ وہ بھی ضرور ظاہر ہو جاتے ہیں ہر انسان کی پوشیدہ زندگی اُس کے اعمال کے ذریعہ سے ضرور ظاہر ہو جاتی ہے ہر آدمی کی زندگی اُس کے پھلوں سے پہچانی جاتی ہے۔

چھٹا باب

۱، ۲ آیات۔ نوکروں اور مالکوں کے فرائض بیان کرتا ہے۔ نوکر اگرچہ دُنیا کی نظر میں حقیر ہیں۔ لیکن اُن سے بھی خدا کے نام کو جلال ہو سکتا ہے۔ اگر مسیحی نوکر اپنے فرائض کو پورا نہ کریں۔ اپنے مالکوں کی عزت نہ کریں۔ تو اُن سے خدا کا نام اور تعلیم بدنام ہوگی۔
مالکوں کو یہ حکم دیا جاتا ہے۔ کہ وہ نوکروں کو حقیر نہ جانیں بلکہ اُن کے ساتھ اچھا سلوک کریں۔ (افسی ۶/۹)
تو اِن باتوں کی تعلیم دے اور نصیحت کر مسیحت صحیح تعلقات سے

مالکوں اور نوکروں کے درمیان ہونے چاہئیں۔ ظاہر ہوتی ہے۔

۳ آیت۔ اگر کوئی صحیح تعلیم کو نہیں مانتا یا صحیح تعلیم نہیں دیتا۔

۴ آیت۔ تو وہ مغرور ہے اور کچھ نہیں جانتا۔ اسے بحث اور لفظی تکرار کا مرض ہے۔ ہمیں ایسے آدمی کے ساتھ مریض کا سا سلوک کرنا چاہیئے یعنی اس سے نفرت نہیں کرنی چاہیئے بلکہ محبت سے اسے صحیح راستہ پر لانے کی کوشش کرنی چاہیئے جس طرح ہر مرض کے کچھ ظاہر انشانات ہوتے ہیں۔ اسی طرح اس مرض کے بھی برے نتیجے ہیں۔ حسد جھگڑے۔ بدگوئیاں

۵ آیت۔ ان کی عقل میں بگاڑ ہے۔ اور یہ سچائی سے محروم ہیں۔ سچائی کی پہچان کا اثر عقل پر پڑتا ہے۔ سچائی کی پہچان سے عقل روشن ہو جاتی ہے۔ لیکن سچائی سے محروم ہونے سے عقل بگڑ جاتی ہے۔ عقل کے بگاڑ کا ثبوت یہ پیش کیا گیا ہے کہ وہ دینداری کو نفع کا ہی ذریعہ سمجھتے ہیں۔

۶ آیت۔ دینداری قناعت کے ساتھ بڑے نفع کا ذریعہ ہے۔

قناعت۔ ایک بہت بڑی برکت ہے۔ جو خدا صرف ایمانداروں کو ہی دیتا ہے۔ (فلپی ۴: ۱۱) یہاں سے یہ سیکھا ہے کہ جس حالت میں ہوں اسی پر راضی رہیے دولت خدا کی طرف سے حقیقی برکت نہیں۔

۱۔ کیونکہ چور چوری کر کے ایک ایماندار کی دولت کو لے جاتا ہے اور اس صورت میں چور دولتمند بن جاتا ہے۔ اور ایماندار آدمی نادار ہو جاتا ہے۔ اگر دولت حقیقی برکت ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ برکت بے ایمانی کے ذریعہ سے حاصل کی جا سکتی ہے۔ حالانکہ خدا کی برکتیں بے ایمانی سے نہیں بلکہ ایمانداری سے

حاصل ہوتی ہیں۔ پس دولت حقیقی برکت نہیں بلکہ قناعت حقیقی برکت ہے دولت
باعث آرام بھی ہے۔ اور باعث دکھ بھی ہے۔ اگر دولت لالچ پیدا کردے تو یہ
بت پرستی کے برابر ہونے کی وجہ سے گناہ ہے۔ رائس ۵/۵ لالچی کی جو بت پرست
کے برابر ہے۔ مسیح کی بادشاہی میں کچھ میراث نہیں۔

۲- دولت کے حصول میں ایماندار اور بے ایمان کا کوئی امتیاز نہیں بلکہ
دنیا میں ایک لگاؤ آگیا ہے کہ زیادہ دولت بے ایمانی کے ذریعہ سے ہی حاصل
ہوتی ہے جب بے ایمانی کے ذریعہ سے زر حاصل ہوتی ہے تو یہ حقیقی برکت
نہیں لیکن قناعت میں ایماندار اور بے ایمان کا امتیاز ہے۔ قناعت ایمان
والوں کو ملتی ہے۔

۷،۸ آیت۔ قناعت کے متعلق پولوس یہاں ایک دلیل پیش کرتا ہے۔ نہ ہم دنیا
میں کچھ لاتے نہ کچھ اس میں سے لے جا سکتے ہیں اگر ہمارے پاس کھانے اور پہننے
کو ہے تو اسی پر قناعت کریں۔ دنیا کی چیزیں زندگی کے قیام کا وسیلہ ہیں یہ اشیاد
فانی ہیں۔ اور ان سے فائدہ حاصل کرنے والا بدن بھی فانی ہے۔ جہاں خوراک
ختم ہوتی رہتی ہے۔ وہاں خوراک کھانے والا بدن بھی فنا ہوتا جاتا ہے جہاں پوشاک
پرانی ہوتی ہے۔ وہاں پہننے والا بدن بھی پرانا ہوتا جاتا ہے۔ انسان کی بنیادی
ضروریات سادہ کھانا اور سادہ پوشاک ہیں۔ اگر ان کے ساتھ قناعت ہو۔ تو
زندگی میں خوشی اور اطمینان ہوگا۔ اگر قناعت نہیں تو ساری زندگی میں کڑکڑاہٹ ہوگی۔
جہاں قناعت نہیں وہاں دولتمند بننے کی کوشش کی جاتی ہے۔

۹ آیت۔ جو دولتمند ہونا چاہتے ہیں۔ وہ ایسی آزمائشوں اور خواہشوں میں

پھنستے ہیں۔ جو آدمیوں کو ہلاکت کے دریا میں غرق کر دیتی ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ عارضی زندگی کے قیام کے وسائل یعنی خوراک اور پوشاک حاصل کرنے کیلئے حقیقی زندگی کو قربان کر دیا جاتا ہے۔ کیونکہ دولتمند بننے کی خواہش آدمی کو ایسی آزمائشوں میں پھنسا دیتی ہے۔ جو اس کی روح کو برباد کر دیتی ہے۔ یہ ایک ایسا بیوقوفی کا فعل ہے۔ جیسے کوئی جوتی حاصل کرنے کیلئے اپنے پاؤں کی قربانی دیدے یا پوشاک کے حصول کے لئے اپنے بدن کو قربان کر دے۔ انسان جسم اور روح سے مرکب ہے۔ بگاڑ نے انسان کو ایسا بنا دیا ہے کہ وہ روح کی طرف سے لاپروا ہو گیا ہے۔ اس کی زندگی کا یہی فلسفہ ہو گیا ہے کہ کھاؤ پیو کیونکہ کل تو مر ہی جائینگے۔ یہ ایسے لوگوں کا حال ہے۔ جو شکم پروری کیلئے روحیں قربان کر دیتے ہیں۔ دُنیا میں کوئی عقلمند آدمی اعلےٰ چیز کو ادنےٰ کی خاطر قربان نہیں کرتا۔ لیکن گناہ نے عقل میں ایسا بگاڑ پیدا کر دیا ہے جس کی وجہ سے حقیقی نفع اور نقصان میں امتیاز نہیں رہا۔ دولتمند اس لئے ہونا چاہتے ہیں۔ کہ اپنے جسم کی پرورش کر سکیں۔ لیکن دولتمند بننے کی خواہش انہیں ہلاکت کے دریا میں غرق کر دیتی ہے۔ یہ گرداب ہے۔ جس سے نکلنا مشکل ہے۔

۱۰ آیت۔ زر کی دوستی۔ یہاں پر دولتمند کی تشریح کر دی گئی ہے۔ دولتمند ہونے کا تعلق ایک مقداری شئے سے نہیں ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کسی آدمی کے پاس کتنی دولت ہو جس کی بنا پر اُسے دولتمند کہا جائے۔ انجیل میں یہ تو لکھا ہے کہ دولتمند خدا کی بادشاہی میں داخل نہیں ہو سکتا۔ لیکن یہ نہیں بتایا گیا۔ کہ دولت کی مقدار کسی آدمی کے پاس کتنی ہونی چاہئے۔ جس سے اُسے

دولتمند کہا جا سکے۔ اور اُس پر فتوےٰ لگایا جائے۔ انجیل میں دولت کی کوئی مقدار نہیں بتائی گئی۔ دولتمند ہونے کا تعلق مقدار سے نہیں بلکہ طبیعت سے ہے۔ کیونکہ جہاں یہ بتایا گیا۔ زر کی دوستی ہر قسم کی بُرائی کی جڑ ہے۔ اگر دولتمند ہونا مقدار پر منحصر ہوتا تو عکن خدا کی بادشاہی میں داخل ہو سکتا تھا۔ کیونکہ اُس کے پاس بہت دولت نہیں تھی۔ لیکن سلیمان خدا کی بادشاہی میں داخل نہ ہو سکتا کیونکہ اُس کے پاس بہت دولت تھی۔ لیکن کلام میں بتایا گیا۔ کہ عکن برباد ہوا۔ کیونکہ اُس نے دولت کا لالچ کیا۔ لیکن سلیمان راستباز ٹھہرا۔ دولت بُری نہیں ہے۔ یہ اُس وقت بُری ہو جاتی ہے۔ جب ہم اس سے ایسی محبت کرنے لگ جاتے ہیں۔ کہ بجائے خادم کے یہ ہماری مالک بن جاتی ہے۔

ایک فلسفہ یہ بتاتا ہے۔ کہ دولت بُری ہے۔ لہٰذا اُس کو ہاتھ لگانا گناہ ہے۔ دوسرا فلسفہ جو اُس کے بالکل برخلاف ہے۔ یہ بتاتا ہے۔ کہ چونکہ سب کام دنیا میں دولت سے چلتے ہیں۔ اس لئے دولت کی بہت بے حد قدر کرنی چاہیئے۔ لہٰذا اُسے لکشمی کا درجہ دے دیا گیا۔ اور اُس کی پوجا کرنے لگے۔ مسیحیت دولت کو نہ اچھا کہتی ہے۔ نہ بُرا۔ دولت بذاتہٖ مُردہ ہے۔ دولت کا استعمال ہی اُس کو اچھا یا بُرا بنا دیتا ہے۔ اگر دولت خادم کی طرح استعمال کی جاتی ہے۔ تو خاندان کے لئے باعثِ برکت ہے۔ اگر مالک بن جاتی ہے تو اُس شخص کے لئے اور اُس کے خاندان کے لئے اور ملک کے لئے باعثِ لعنت بن جاتی ہے۔ دولت کا ناضروری بتایا گیا ہے۔ جو کام نہ کرے وہ کھانے بھی نہ پائے۔ بہت سارے لاکھوں ہی ایسے ہیں۔ جن کے روپے

سے کلیسیا کی بہت خدمت ہو رہی ہے۔ اور بہت سارے غریب مسیحی ایسے ہیں۔ جو اپنی کم آمدنی سے ایک پیسہ بھی کلیسیا کی خدمت کے لئے نہیں دیتے۔ تو یہ ممکن نہیں۔ خدا ایسے امیروں کو تو دوزخ میں ڈال دے۔ اور ایسے غریبوں کو بہشت میں داخل کر دے۔ جب بجائے خدا اور انسان کے دوستی دولت کے ساتھ ہو جاتی ہے۔ تو سارے دکھ اور بگاڑ کا سبب بن جاتی ہے۔

یہاں رسول دنیا کو ایک سمندر بیان کرتا ہے۔ جس میں انسانی زندگی ایک کشتی کی مانند ہے۔ دولت سے دوستی ایک بوجھ ہے۔ جس سے کشتی دبی جا رہی ہے۔ آزمائش اور خواہشیں اس کشتی میں سوراخ ہیں۔ جنہوں نے کشتی کو چھلنی کر رکھا ہے۔ یہ کشتی بیرونی حالات کا شکار ہو گئی ہے۔ اسے منزل مقصود پر پہنچنا بہت مشکل ہے۔ عموماً لوگ دولت سے اس لئے محبت کرتے ہیں کہ وہ ان کی ضرورتوں کا علاج ہے۔ لیکن یہاں یہ بتایا گیا ہے۔ کہ زر کی دوستی انسان کی زندگی کو غموں سے چھلنی کر دیتی ہے۔

۱۱ آیت۔ عام لوگوں کی زندگیوں کی حالت الٹی ہو گئی ہے۔ جن چیزوں سے بھاگنا چاہئیے۔ انسان ان کی طرف بھاگتا ہے۔ یعنی دولت کے پیچھے اور جن کی طرف انسان کو بھاگنا چاہیئے۔ انسان ان سے بھاگتا ہے۔ یعنی راستبازی۔ دینداری وغیرہ نہ صرف عام ان لوگوں کی حالت یہ ہے۔ بلکہ بہت سارے مسیحیوں

کی حالت بھی ایسی ہے۔ بجائے دولت کی دوستی سے بھاگنے کے وہ دولتمند ہونے کے لئے بھاگتے ہیں۔ ۹ آیت۔ اور بجائے زر کی دوستی سے بھاگنے کے وہ راستبازی۔ دینداری۔ ایمان محبت۔ صبر اور حلم کے طالب ہونے سے بھاگتے ہیں۔

۱۲ آیت۔ کشتی۔ مسیحی زندگی آسان زندگی نہیں بلکہ بہت مشکل زندگی ہے۔

ہمیشہ کی زندگی کا انتظام خدا کی طرف سے مفت کیا گیا ہے لیکن اُس زندگی پر قبضہ کرنے کے لئے یا اُس زندگی کو حاصل کرنے کے لئے ایمان کی کشتی لڑنا ضروری ہے۔

۱۳ تا ۱۶ آیت۔ پولوس خدا کو جو سب چیزوں کا زندہ کرنے والا ہے اور یسوع مسیح کو جس نے تمام انسانیت کی خاطر دُکھ اُٹھایا۔ گواہ کر کے تیمتھیس کو تاکید کرتا ہے۔ کہ اُس کی زندگی اور تعلیم اعلیٰ ہونی چاہیئے۔

۱۷ آیت۔ انسان محتاج ہے۔ اُسے ایسی اُمیدگاہ کی ضرورت ہے۔ جو ضرورت کے وقت اُس کی مدد کر سکے۔ جیسے دولتمند آدمی اپنی دولت کو بنک میں جمع کرواتا ہے۔ جو ضرورت کے وقت اُس کے کام آتی ہے۔ یہ اُس کی اُمیدگاہ ہے۔ لیکن اگر بنک لُوٹ جائے۔ تو یہ اُمید بھی ختم ہو جائیگی۔ محتاج انسان کو ایک ایسی اُمیدگاہ کی ضرورت ہے۔ جو لاتبدیل ہو۔ انسان نے

غلطی سے دولت کو اپنی اُمیدگاہ بنا لیا ہے۔ لہٰذا وہ خدا کو جو اُس کی حقیقی اُمیدگاہ ہے بھول گیا ہے۔ دولت مند نوجوان کی یہی غلطی تھی کہ اُس نے خدا پر نہیں بلکہ دولت پر بھروسہ رکھا۔ نادان دولت مند نے بھی اپنے کھتّوں پر بھروسہ رکھا۔ اپنے خدا پر بھروسہ نہ رکھا۔ انسان کی حقیقی اُمیدگاہ خدا ہے۔ جو ہمیں لطف اُٹھانے کے لیئے سب چیزیں افراط سے دیتا ہے۔ تم دولت اور خدا دونوں کی خدمت نہیں کر سکتے۔ دولت اور خدا دونوں سے محبت بھی نہیں رکھی جا سکتی۔ مُسرف بیٹے کا یہی گناہ تھا۔ کہ اُس نے بجائے باپ پر بھروسہ رکھنے کے مال پر بھروسہ رکھا۔ اور یہی اُس کی گراوٹ کا وسیلہ بنا۔

۱۸ آیت۔ دُنیا کی دولت بدی سے اور بُرے کاموں سے بڑھتی ہے اور نیکی اور اچھے کاموں سے کم ہوتی جاتی ہے لیکن جن کا خزانہ خدا ہے۔ (ایوب ۲۵/۲۲) قادرِ مطلق تیرا خزانہ ہوگا۔ اُن کی دولت سخاوت اور امداد سے بڑھتی چلی جاتی ہے۔ دولت بھی ضروری ہے لیکن اگر ہمارے مسیح کے دولت ہی ہماری اُمیدگاہ بن جائے۔ تو یہ گناہ ہے۔ جیسے دولت مند باپ کا بیٹا اپنی اُمیدگاہ باپ کو نہ سمجھے۔ بلکہ محض اُس کی دولت پر ہی بھروسہ رکھ لے تو یہ چیز باپ کے لیئے بڑی دُکھ دائیک ہوگی۔ ہم زندگی۔ اطمینان اور خوشی کے سرچشمہ کو اپنی اُمیدگاہ بنائیں۔ (رومی ۱۵/۳) جو بیماریوں میں شفا

دینے والا ہے۔ کمزوریوں میں طاقت دینے والا ہے۔ جس کی طرف سے دولت
اور عزت حاصل ہوتی ہیں۔ اور جس کے طالب کسی چیز کے محتاج
نہیں ہوتے۔ وہی روحانی زندگی کی بھی اُمید گاہ ہے۔

۱۹ آیت۔ یہی اچھی بنیاد بیان کی گئی ہے۔
حقیقی زندگی پر قبضہ۔ اس زندگی پر صرف وہی قبضہ کر لیتے ہیں
جن کی اُمیدگاہ مسیح یسوع ہے۔ (فلپی ۱۲/۳) اُس چیز کے پکڑنے
کے لئے دوڑا ہوا جاتا ہوں۔

۲۰ آیت۔ امانت کو حفاظت سے رکھو۔ خدا نے ہمیں ایک امانت دے
رکھی ہے۔ اور وہ ہماری رُوح ہے۔ جس کی حفاظت کرنا ہمارا فرض
ہے۔ کس طرح سے ہم اس کی حفاظت کر سکتے ہیں؟ (۲ تمتھیس ۱۴/۱)
روح القدس کے وسیلہ سے جو ہم میں بسا ہوا ہے۔ اس اچھی امانت
کی حفاظت کر۔ ہم اس کی حفاظت نہیں کر سکتے۔ لیکن جب ہم اسے
روح القدس کے حوالے کر دیتے ہیں تو وہ اُس کی حفاظت کرتا ہے۔
ہماری زندگی ہماری ملکیت نہیں۔ بلکہ ایک امانت ہے۔

۲۱ آیت۔ بہت سارے لوگ بیہودہ بکواس میں پھنس کر ایمان سے
گمراہ ہو گئے۔ اس لئے بیہودہ باتوں سے بچنا چاہیئے۔ دُعا کے ساتھ
پولوس اس خط کو ختم کرتا ہے۔ تم پر فضل ہوتا رہے۔ اُس کی زندگی
فضل سے معمور تھی۔ اور فضل [illegible] اس کی زندگی سے پھوٹ پھوٹ
کر نکلتا تھا۔ اسے فضل کی دعا سے اس نے اس خط کو بند کیا۔ تم پر فضل ہوتا رہے

اے ایم برناس پرنٹر اور پبلشر نے
مشعل پرنٹنگ پریس کھرڑ میں اپنے اہتمام سے چھپوا کر
پنجاب سنڈکی لٹریچر کمیٹی کے لئے شائع کی

MARTY
227 83
Kha
3945